

## بلوچستان صوبائی اسمبلی

### سرکاری رپورٹ / گیارواں اجلاس

### مباحثات 2009ء

﴿اجلاس منعقدہ 21 مارچ 2009ء بمطابق 23 ربیع الاول 1430ھ بروز ہفتہ﴾

صفحہ نمبر	مندرجات	نمبر شمار
2	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	1
2	وقفہ سوالات۔	2
10	رخصت کی درخواستیں۔	3
11	تحریک التواء نمبر 2 منجانب شیخ جعفر خان مندوخیل۔	4
19	مشترکہ قرارداد نمبر 24 منجانب مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر)۔	5
31	مشترکہ قرارداد نمبر 25 منجانب ڈاکٹر فوزیہ نذیر مری (ممبر پاکستان نرسنگ کونسل)۔	6
37	باقاعدہ منظور شدہ تحریک التواء نمبر 1 پر عام بحث۔	7

## بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 21 مارچ 2009ء بمطابق 23 ربیع الاول 1430ھ بروز ہفتہ بوقت صبح گیارہ بجکر بیس منٹ پر  
زیر صدارت جناب سپیکر محمد اسلم بھوتانی بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔  
جناب سپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔  
تلاوت قرآن پاک وترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

قُلْ اِنِّیْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ؕ مَنْ یُّصْرَفْ عَنْهُ یَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَهُ ؕ  
وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِیْنُ ؕ وَاِنْ یَّمْسَسْکَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا کَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ؕ وَاِنْ  
یَّمْسَسْکَ بِخَیْرٍ فَهُوَ عَلٰی قَلْبِ شَیْءٍ قَدِیْرٍ ؕ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ ؕ

﴿ پارہ نمبر ۷ سورۃ الانعام آیت نمبر ۱۵-۱۶-۱۷ ﴾

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ میں اگر اپنے رب کا کہنا نہ مانوں تو میں ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔  
جس شخص سے اس روز وہ عذاب ہٹا دیا جائے تو اس پر اللہ نے بڑا رحم کیا اور یہ صریح کامیابی ہے۔ اور اگر تجھ کو  
اللہ تعالیٰ کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کا دور کرنے والا سوا اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں، اور اگر تجھ کو اللہ تعالیٰ کوئی نفع  
پہنچائے تو وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔ مَا عَلَيْنَا الْاَلْبَابُ ؕ

### وقفہ سوالات

جناب سپیکر: شیخ جعفر خان مندوخیل صاحب اپنا سوال پکاریں۔

☆ 40 شیخ جعفر خان مندوخیل:

کیا وزیر پی ڈی اے ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال 2002-03ء کے پی ایس ڈی پی نمبر Z-2002-0979 مسلم باغ راغہ  
سلطان زئی روڈ+0 کلومیٹر تا 12 کلومیٹر کی امپرومنٹ وکننگ کے لئے 5.800 ملین مختص کئے گئے تھے؟  
(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو مختص کردہ رقم سے کس قدر کلومیٹر روڈ ہموار کی گئی ہے۔ نیز کیا

حکومت مذکورہ روڈ کو پختہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تفصیل بھی دی جائے؟

وزیر بی ڈی اے:

(الف) جی ہاں درست ہے۔

(ب) مذکورہ روڈ کا 11.2 کلومیٹر حصہ ہموار کر کے پختہ کر دیا گیا ہے۔ تفصیل درج ذیل ہے:-

کل لاگت۔	157.00 ملین
کل لمبائی۔	19.50 کلومیٹر
مکمل کٹائی۔	18 کلومیٹر
بلیک ٹاپ۔	11.20 کلومیٹر

M/s N.K. Brothers

ٹھیکیدار کا نام۔

حکومت مذکورہ روڈ کو جاری مالی سال 2008-09ء میں مکمل پختہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

حاجی محمد نواز (وزیر بی ڈی اے): جواب کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: جناب سپیکر صاحب! میں محترم منسٹر صاحب سے یہ سوال کرونگا کہ 2002-03ء کے دوران بارہ کلومیٹر کے لئے 58 لاکھ کا تخمینہ لگایا گیا ہے اب 19.5 کے لئے 157 ملین ہے تو کیا وجہ ہے یعنی کہ پہلے اس کا تخمینہ جو تھا بارہ کلومیٹر کیلئے 5 کروڑ 80 لاکھ تھا اب 19 کلومیٹر کر لیا اگر اسی تناسب سے اگر آپ بڑھا بھی لیتے 50 لاکھ روپے ایک کلومیٹر یا 40 لاکھ روپے تو اس نے جانا تھا 7 کروڑ میں یہ 19 کروڑ میں کس طرح چلا گیا؟

وزیر بی ڈی اے: اس سلسلے میں تو ہمیں معلومات نہیں ہیں لہذا پھر بعد میں اس کا جواب دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی وزیر صاحب! آپ کیا کہہ رہے ہو؟

وزیر بی ڈی اے: میں کہہ رہا ہوں کہ اس سلسلے میں جو جعفر خان صاحب کہہ رہے ہیں کہ کیسے بڑھ گیا جو پہلے بارہ کلومیٹر کے لئے جو رقم مختص کی گئی اور یہ جو اضافی ہو گئی ہے اس کی وجہ بتائیں اس کی وجہ میں ابھی نہیں بتا سکتا انشاء اللہ آئندہ بتاؤنگا۔

جناب سپیکر: نہیں کیوں؟ مطلب سوال آپ کے محکمے کو ملا ہے۔

وزیر بی ڈی اے: چیئرمین اس کے ساتھ بات کر لیں گے۔

سر دار ثناء اللہ زہری (وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی): سر! وہ کہہ رہے ہیں کہ چیئرمین اس کو مطمئن کرنے کی

کوشش کرونگا جعفر صاحب کو، نہیں تو پھر نیا fresh سوال لے آئیں۔

جناب سپیکر: جی جعفر صاحب! آپ چیئرمین مطمئن ہو جائیں گے؟

شیخ جعفر خان مندوخیل: میں نے basically اسمبلی کے سوال کی خاطر مجھے ذاتی اس کا شوق نہیں تھا یہ میں کہہ رہا ہوں کہ بارہ کلومیٹر کے لئے پانچ کروڑ اسی لاکھ کا تخمینہ تھا وہ پھر آگے بڑھ کر کے 19 کلومیٹر ہو گیا اس کا تخمینہ 15 کروڑ 70 لاکھ روپے آ گیا یعنی کہ رقم ڈبل ہو گئی ہے یا تین گنا ہو گئی ہے روڈ ڈیڑھ گنا ہو گئی اس حساب سے It is very simple کہ وہ اسمبلی فلور کے لئے میں نے کیا میرا پرسنل مقصد کچھ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ اپنے محکمے سے breif ہو جاتے تو بہتر تھا آپ کے آج سوالات تھے۔

وزیر بی ڈی اے: محکمے کے حوالے سے جناب! مجھے یہ سوالات آج صبح ہی موصول ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں جناب! یہ تو بہت پہلے کے گئے ہیں صبح نہیں ملے ہونگے۔ وزیر صاحب! آپ کے دستخطوں سے اسمبلی میں بہت پہلے یہ پہنچے ہیں آپ کے آفس سے۔ یہ کئی مہینوں کے سوالات ہیں جعفر صاحب اس کو ڈیفیر کریں یا چیئرمین ان سے۔۔۔۔۔

وزیر بی ڈی اے: چیئرمین میں بات کرتے ہیں اور میں اپنے محکمے کے جو چیئرمین ہے اس کو بلا کے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: وزیر صاحب! یہ اس ممبر کا استحقاق ہے کہ وہ اس پر کس طرح راضی ہوتے ہیں۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: جناب! یہ دو تین ضلعوں میں ہوا ہے احسان شاہ صاحب ناراض نہ ہوں یا تریبت میں ہوا ہے یا آپ کے ڈسٹرکٹ میں ہوا ہے۔ تو یہ گڑ بڑ سب ادھری ہوئی ہے ہماری اور سیکنل اسکیم ہے جو چھ سال سے اس کو فنڈز نہیں مل رہے ہیں ادھر پانچ کروڑ کی اسکیم پندرہ کروڑ کی بنا لیتے ہیں اس کا length ڈیڑھ گنا بڑھتا ہے اور رقم تین گنا بڑھتی ہے۔

جناب سپیکر: جعفر صاحب! جو پوائنٹ آپ کہنا چاہتے تھے وہ تو آگے ریکارڈ پر آ پکو چیئرمین بی ڈی اے اور منسٹر صاحب دونوں مطمئن کریں گے۔

وزیر بی ڈی اے: میں آپ دونوں کو بٹھا کے وہ آپ کو مطمئن کریں گے اگر آپ مطمئن نہیں ہوئے تو اس کے خلاف کارروائی کریں گے۔

جناب سپیکر: سوال نمبر 85 منسٹر صاحب! جواب موصول نہیں ہوا ہے وجہ کیا ہے؟

وزیر بی ڈی اے: جناب سپیکر صاحب! اس کو ڈیفیر کر دیں پھر انشاء اللہ آئندہ سیشن کے لئے اس کو رکھیں۔

جناب سپیکر: یہ بہت ڈیفیر ہوتے جا رہے ہیں آپ اسمبلی کے ذرا وقار کا خیال رکھیں کوشش کریں کہ آپ کا

محکمہ وقت پر جواب دیا کرے۔ ابھی اس کو ایسا کرتے ہیں اسمبلی سیکرٹریٹ last working day پر اس سوال کو رکھے ٹھیک ہے۔ چار تاریخ کو آپ اس کا مہربانی کر کے جواب دیجئے گا۔

وزیر پی ڈی اے: ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جعفر خان مندوخیل صاحب اپنا اگلا سوال پکاریں۔

☆ 44 شیخ جعفر خان مندوخیل:

مورخہ 14، 17 اور 20 نومبر 2008ء کا مؤخر شدہ

کیا وزیر ملازمتہائے و امور انتظامیہ ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ:-

محکمہ ملازمتہائے و امور انتظامیہ کے پاس گریڈ 17 تا 22 کے افسران کی رہائش کیلئے کل کس قدر بنگلے/فلٹس ہیں۔ نیز ان میں رہائش پذیر افسران و اہلکاران کے نام مع عہدہ گریڈ کی محکمہ وار تفصیل بھی دی جائے؟

وزیر ملازمتہائے و امور انتظامیہ:

یہ درست ہے۔ کہ ملازمتہائے عمومی نظم و نسق حکومت بلوچستان کے پاس گریڈ 17 تا 22 کے کل 246 مکانات فلٹس ہیں۔ اور یہ مکانات صوبائی ملازمین گریڈ 17 تا 22 کو الاٹ کئے جاتے ہیں۔ جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھی گئی ہے۔

سردار ثناء اللہ زہری (وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی): جواب کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

**Mr . Speaker:** Answer taken is read , Any supplementary .

شیخ جعفر خان مندوخیل: جناب سپیکر صاحب! منسٹر صاحب سے یہ سوال ہے اگر وہ لسٹ دیکھ لیں اور تمام الاٹمنٹ دیکھ لیں اس میں ایسے لوگ بھی ہیں جو کوئٹہ سے out posted ہیں وہاں بھی ان کو ریڈیٹنس ملا ہوا ہے یہاں بھی انہوں نے ریڈیٹنس retain کیا ہوا ہے ایسے لوگ ہیں جن کو سرکاری مکانات آپ نے مفت دیدیے کسی وقت میں دس لاکھ روپے میں بارہ لاکھ روپے میں دیدیے تھے انہوں نے بھی retain کیا ہوا ہے جبکہ ایسے ملازمین ہیں سر! جن کے پاس رہائش نہیں ہے تو ان کو منسٹر صاحب سے میں۔۔۔۔۔

وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی: جناب سپیکر صاحب! لسٹ تو میں نے لگا دی ہے جتنے بھی ایس اینڈ جی اے ڈی کے ساتھ بنگلوز ہیں یا اپارٹمنٹس ہیں یا چھوٹے چھوٹے کوارٹرز ہیں سارے میں نے کر دیے ہیں لیکن جعفر صاحب جس طرح کہہ رہے ہیں وہ حقیقت ہے اس میں بہت سی بے قاعدگیاں ہوئی ہیں کچھ لوگ جو باہر بیٹھے ہوئے ہیں اور وہاں پر انہوں نے کچھ اور فیملیز کو بھی رکھا ہوا ہے اور کچھ لوگ نوکریاں کہیں اور کر رہے ہیں اور انہوں نے یہاں پر بنگلوز کو گھروں کو occupy کیا ہوا ہے تو اس میں میں جعفر صاحب کا بھی تعاون چاہوں گا

آپ کا بھی تعاون چاہوگا تمام ہاؤس کا تعاون چاہوگا بالکل اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ایسے بہت سے بنگلوز ہیں جن کو accupy کیا ہوا ہے جو entitled نہیں ہیں لوگ لیکن انہوں نے ان کو accupy کیا ہوا ہے اگر ہم ان کے خلاف ایکشن لیتے ہیں تو وہ کورٹ سے stay لے کے آجاتے ہیں تو اس کے لئے ہم سمجھتے ہیں کہ ہم سب پارلیمانی لیڈرز بیٹھ کے جو بھی لائحہ عمل طے کریں گے اس کے لئے میں حاضر ہوں میں نے پوری لسٹ دی ہوئی ہے وہ لسٹ جعفر خان صاحب نے پڑھی ہوگی۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: میں منسٹر صاحب کے جواب سے مطمئن ہوں مجھ سے زیادہ انہوں نے کہہ دیا کہ واقعی اس کو درست کرنے کے لئے ایک لائحہ عمل بنائینگے لیکن ہمارا تعاون ہمیشہ رہے گا شکریہ۔

جناب سپیکر: میر ظہور حسین کھوسہ صاحب اپنا اگلا سوال پکاریں۔

☆ 61 میر ظہور حسین خان کھوسہ:

مورخہ 20 نومبر 2008ء اور 9 فروری 2009ء کا مؤخر شدہ

کیا وزیر زراعت ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موجودہ حکومت کے قیام اپریل 2008ء تا حال محکمہ زراعت میں مختلف نوعیت کی متعدد تعیناتیاں عمل میں لائی گئی ہیں؟

(ب) اگر جزیو (الف) کا جواب اثبات میں ہے۔ تو ہر قسم کی تمام تعیناتیوں کی تفصیل دی جائے۔ تعینات کردہ افراد کے نام مع مکمل کوائف کی تفصیل دی جائے۔ نیز کیا یہ اسامیاں قواعد و ضوابط کے مطابق مشتمل ہوئی تھیں۔ اگر نہیں تو وجہ بتلائی جائے۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو مشتمل کردہ اخبارات کی تفصیل بھی دی جائے؟

وزیر زراعت:

(الف) یہ درست ہے کہ محکمہ زراعت بلوچستان میں 18 اپریل 2008ء تا حال درج ذیل تعیناتیاں عمل میں لائی گئیں:-

نمبر شمار	نام ناظم اعلیٰ زراعت بلوچستان	گریڈ 17 تا 20	گریڈ 1 تا 16	ٹوٹل اسامیاں	ملاحظہ فرمائیں
1	ناظم اعلیٰ زرعی تحقیق	23	-	23	جھنڈی (الف)
2	ناظم اعلیٰ زراعت توسیعی	11	-	11	جھنڈی (ب)
3	ناظم اعلیٰ زراعت انجینئرنگ	-	6	6	جھنڈی (پ)

4	رجسٹرار کوآپریٹو سوسائٹیز بلوچستان	-	-	-	جھنڈی (ت)
5	پرنسپل بلوچستان زرعی کالج کوئٹہ	-	-	-	جھنڈی (ٹ)
	ٹوٹل	40	6	34	

(ب) (تفصیلات جھنڈی (الف تا ٹ) ایوان کی میز پر رکھی گئی ہیں۔

میر اسد اللہ بلوچ (وزیر زراعت): جواب کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

**Mr . Speaker:** Answer taken is read , Any supplementary on 61.

میر ظہور حسین خان کھوسہ: جواب تو انہوں نے دیا ہے وہ تو صحیح جواب دیا ہے لیکن اس میں میرا ایک ضمنی سوال ہے کہ انٹرویوز ہو رہے تھے زراعت کے اور اپنے رول اور قواعد کے مطابق ہو رہے تھے تو وہ انٹرویو کیوں روکے گئے ہیں؟

وزیر زراعت: جناب سپیکر صاحب! بڑا اچھا انہوں نے ضمنی سوال کیا اسمبلی کے فلور پر ویسے ہی میرے ذہن میں تھا کہ میں اس کو لے کے آؤں سابق وزیر اعلیٰ جام محمد یوسف صاحب کورٹ گئے ہوں اور انہوں نے جو پٹیشن submit کی ہے اس لئے جو انٹرویو ہو رہے تھے ان کے آرڈر اس وقت نہیں ہو رہے ہیں وہ کورٹ کی پٹیشن کی وجہ سے 24 تاریخ کو۔

جناب سپیکر: تو انہوں نے کیا موقف کیا کیا appointment order issue ہو گئے ہیں آپ کے؟ وزیر زراعت: ابھی تک ایٹو نہیں ہوئے ہیں انہوں نے چارجز یہ لگائے ہیں پٹیشن میں یہ کہا گیا ہے کہ جناب محکمے میں پروموشن جو ہمارا کوٹہ ہوتا ہے محکمے کے لوگوں کا وہ انہوں نے نہیں کیا حالانکہ میں نے 215 لوگوں کی پروموشن کی ہے اپنے ہاتھوں سے میں نے تقسیم کی ہے دوسرا انہوں نے یہ کہا ہے کہ اس وقت جو کمیٹی انٹرویو کر رہی ہے وہ constitute نہیں ہوئی ہے ایس اینڈ جی اے ڈی سے۔ حالانکہ ایس اینڈ جی اے ڈی سے وہ کمیٹی باقاعدہ طور پر constitute ہوئی ہے وہاں ان کے نمبرز بھی ہیں اور جو رولز اور بزنس کا طریقہ کار ہے اس کو محکمے نے follow کیا ہے دوسرا ان کے اپنے پتہ نہیں کیا مسئلے ہیں کہ آپ بھی پہلے وہاں تھے پانچ سال میں آپ کے لئے اگر کچھ نہیں ہوا اس دفعہ میں چاہتا ہوں کہ آپ کے علاقے کے کچھ غریب لگیں ادھر کسی کو پسند نہیں ہو رہا ہے کورٹ میں گیا لیکن ہمارا یہ یقین ہے کہ ہمارا کیس مضبوط ہے اور کورٹ میں ہم جیتیں گے اور چند غریبوں

کو لاچاروں کو نوکریاں ملیں گی انشاء اللہ۔

جناب سپیکر: جی؟ Any other supplementary?

میر ظہور حسین خان کھوسہ: نہیں ہے۔

جناب سپیکر: میر ظہور حسین کھوسہ صاحب اپنا اگلا سوال پکاریں۔

☆ 67 میر ظہور حسین خان کھوسہ: مورخہ 20 نومبر 2008ء اور 11 فروری 2009ء کا مؤخر شدہ

کیا وزیر بلدیات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موجودہ حکومت کے قیام اپریل 2008ء تا حال محکمہ بلدیات میں مختلف نوعیت کی متعدد تعیناتیاں عمل میں لائی گئی ہیں؟

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے۔ تو ہر قسم کی تمام تعیناتیوں کی تفصیل دی جائے۔ تعینات کردہ افراد کے نام مع مکمل کوائف کی تفصیل دی جائے۔ نیز کیا یہ اسامیاں قواعد و ضوابط کے مطابق مشتہر ہوئی تھیں۔ اگر نہیں تو وجہ بتلائی جائے۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو مشتہر کردہ اخبارات کی تفصیل بھی دی جائے؟

وزیر بلدیات:

(الف) ماہ اپریل 2008ء تا حال محکمہ بلدیات میں کسی بھی خالی اسامی پر تعیناتی عمل میں نہیں لائی گئی ہے۔

(ب) ایضاً۔

جناب عبدالخالق بشر دوست (وزیر بلدیات): جواب کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

Mr . Speaker: Answer taken is read , Any supplementary on 67 .

میر ظہور حسین خان کھوسہ: ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ پوسٹیں وہاں پر موجود ہیں ضلع جعفر آباد میں نصیر آباد میں ممکن ہے بلوچستان کے دوسرے اضلاع میں بھی ہوں لیکن ان کے انٹرویوز کیوں نہیں ہو رہے ہیں؟

وزیر بلدیات: جناب! انہوں نے جو سوال کیا ہے اس میں کہا ہے کہ 2008ء تا حال محکمہ بلدیات میں مختلف نوعیت کے متعدد تعیناتیاں عمل میں لائی گئی ہیں۔ لیکن اب تک ہم لوگوں نے اس پر کوئی تعیناتی نہیں کی ہے نہ ہم لوگوں نے انٹرویو کے لئے کال کیا ہے انشاء اللہ قواعد و ضوابط کے مطابق ہم انٹرویو کریں گے اور لوگوں کو ملازمتیں دیں گے۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ: Thank you جی۔

جناب سپیکر: میر ظہور حسین کھوسہ صاحب اپنا اگلا سوال پکاریں۔

## ☆ 68 میر ظہور حسین خان کھوسہ:

مورخہ 20/ نومبر 2008ء اور 11 فروری 2009ء کا مؤخر شدہ

کیا وزیر بلدیات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے۔ کہ صوبہ کے دیگر اضلاع کی طرح ضلع جعفر آباد کی ضلعی حکومت کو ضلعی ہسپتال ڈیرہ اللہ یار بشمول ضلع کے تمام ہسپتالوں کیلئے فنڈز مہیا کئے گئے ہیں؟

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے۔ تو فنڈز کی تفصیل دی جائے اور یہ فنڈز ضلعی حکومت کی جانب سے متعلقہ ہسپتالوں کو نہ ملنے کی وجوہات کیا ہیں؟ کیا حکومت اس سلسلے میں تحقیقات کرانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ نیز اگر جواب نفی میں ہے۔ تو فنڈز مہیا نہ کر سکی وجوہات بھی بتلائی جائیں؟

## وزیر بلدیات:

اس سوال کا تعلق محکمہ لوکل گورنمنٹ سے نہیں ہے تاہم محکمہ نے اس بارے میں ضلعی رابطہ آفیسر جعفر آباد سے معلومات حاصل کی ہیں۔ جسکی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جس کے مطابق مالی سال 2008-09ء میں 110.045 ملین مالیت کے فنڈز ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال اور ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر جعفر آباد کو ضلعی عوام کو بہتر سہولتیں فراہم کرنے کے لئے دیئے گئے ہیں۔ کل فراہم کردہ فنڈز میں سے 10.000 ملین درج ذیل ذیلی دفاتر کو ادویات کی خریداری کیلئے فراہم کئے گئے ہیں۔

1-	ای ڈی او (ہیلتھ)۔	5.000 ملین
2-	ضلعی ہیڈ کوارٹر ہسپتال۔	2.500 ملین
3-	پی پی ایچ آئی (ڈی ایس یو)	2.500 ملین

Mr . Speaker: Any supplementary on 68 .

میر ظہور حسین خان کھوسہ: اس میں انہوں نے جواب دیا ہے کہ ای ڈی او ہیلتھ کو پانچ ملین جعفر آباد ضلعی ہیڈ کوارٹر کو ڈھائی ملین اور پی پی ایچ آئی کو ڈھائی ملین دیئے ہیں انہوں نے لیکن میری اطلاع کے مطابق ضلعی ہیڈ کوارٹر کو اتنے پیسے نہیں ملے ہیں۔

جناب سپیکر: لیکن یہ سوال related ہے لوکل گورنمنٹ سے۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ: ڈسٹرکٹ گورنمنٹ دیتی ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے جی منسٹر صاحب!

وزیر بلدیات: جناب سپیکر صاحب! محترم کھوسہ صاحب نے جو سوال کیا ہے اول تو یہ ہے کہ اس کا تعلق ہم سے ہے نہیں اس لئے کہ نئے سسٹم کے تحت جتنے بھی بجٹ وغیرہ وہ ضلعی حکومتیں اپنے طور پر تقسیم کرتی ہیں لیکن جو detail ہم لوگوں نے دی ہے میرے خیال میں وہ ان کے لئے کافی ہے اگر وہ مزید detail مانگنا چاہتے ہیں تو ہم ان کو فراہم کر سکتے ہیں یہ سوال بنیادی طور پر محکمہ صحت سے تعلق رکھتا ہے لہذا اگر وہ محکمہ صحت کے ذریعے معلوم کریں تو بہتر ہوگا۔

جناب سپیکر: ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی coordinating ministry تو آپ کی ہے آپ معزز ممبر کو اسمبلی کے بعد چیئر میں detail ڈی سی او صاحب سے لیکران کو مطمئن کریں۔

وزیر بلدیات: اس میں شک نہیں ہے کہ اگر یہ فلور اختیارات مجھے دیدے۔

جناب سپیکر: coordinating ministry تو آپ کا ڈیپارٹمنٹ ہی ہے لوکل گورنمنٹ بہر حال ظہور کھوسہ صاحب آپ کو پوچھ کے مطمئن کر لیں گے۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ: Thank you جی۔

جناب سپیکر: Thank you جی question hour is over، سپیکر ٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

### رخصت کی درخواستیں

سپیکر ٹری اسمبلی: میر عبدالرحمن مینگل صاحب وزیر معدنیات، کراچی گئے ہوئے ہیں جس کی وجہ سے آج کے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکتے انہوں نے رخصت کی درخواست دی ہے۔

میر محمد صادق عمرانی صاحب وزیر مواصلات و تعمیرات کوئٹہ سے باہر ہیں انہوں نے رخصت کی درخواست دی ہے۔

انجینئر زمر خان وزیر مال کوئٹہ سے باہر ہیں انہوں نے رخصت کے لئے درخواست دی ہے۔

جناب محمد یونس ملازئی صاحب وزیر اطلاعات کوئٹہ سے باہر ہونے کی وجہ سے آج کے اجلاس کے لئے رخصت کی درخواست دی۔

میر ظہور احمد بلیدی صاحب وزیر جی ڈی اے سرکاری دورے پر ہیں آج کے اجلاس کے لئے رخصت کی درخواست دی ہے۔

میر محمد امین عمرانی صاحب وزیر کوئٹہ سے باہر ہیں انہوں نے بھی آج کے اجلاس کے لئے رخصت کی درخواست

دی ہے۔

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواستیں منظور کی جائیں؟ (رخصت منظور کی گئی) درخواستیں منظور ہوئیں، تحریک التواء محترمہ شاہدہ رؤف صاحبہ کی ہے لیکن چونکہ وہ ایڈوائزر بن گئی ہیں under the rules وہ تحریک التواء پیش نہیں کر سکتیں جعفر مندوخیل صاحب اپنی تحریک التواء نمبر 2 پیش کریں۔

### تحریک التواء نمبر 2

شیخ جعفر خان مندوخیل: Thank you جناب سپیکر! میں اسمبلی قواعد و انضباط کار مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 70 کے تحت تحریک التواء کا نوٹس دیتا ہوں۔ تحریک یہ ہے کہ وفاقی اداروں بشمول PIA میں صوبہ بلوچستان کے کوٹہ میں اب بھی 625 سے زائد پوسٹیں خالی پڑی ہوئی ہیں لیکن بلوچستان کے ہزاروں بیروزگار پوسٹ گریجویٹس ہاتھوں میں ڈگریاں لیے سڑکوں پر پھر رہے ہیں۔ لہذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس اہم عوامی نوعیت کے حامل مسئلہ کو زیر بحث لایا جائے۔ (اخباری تراشہ منسلک ہے)

جناب سپیکر: تحریک التواء نمبر 2 پیش ہوئی۔ اس کی admissibility پر آپ بات کرنا چاہیں گے جعفر صاحب!

شیخ جعفر خان مندوخیل: سر! ایک تو ہمیشہ سے مختلف گورنمنٹس میں ہم یہ روتے رہے ہیں یا اسلام آباد سے ہمارا یہ مطالبہ رہا ہے کہ آپ کے فیڈرل کارپوریشنز میں فیڈرل محکموں میں including پی آئی اے، واپڈ اور دوسری جگہوں میں بلوچستان کی نمائندگی تقریباً صفر ہے، برائے نام نہ کوئی کارپوریشن کا چیئرمین آپ کا ہے نہ کوئی ایم ڈی آپ کا بلوچستان سے تعلق رکھتا ہے نہ کسی بھی انتظامی پوسٹ پر ہوتا ہے اسی حساب سے پھر صوبہ بھی ignore ہوتا ہے بالخصوص PIA اگر آپ لے لیں اس میں وہ detail آئی ہوئی ہے کہ جو آپ کے۔۔۔ میں صرف دو کامواز نہ پیش کرونگا بلوچستان کے 1062 پوسٹ منظور شدہ ہیں وہ بھی پرنٹنگ کے حساب سے جس کے اوپر ہمارا شروع سے اعتراض ہے کہ ہمارا حق ہم کو رقبے کے حساب سے ملنا چاہیے انہوں نے آبادی کی بنیاد پر دیا ہوا ہے پانچ پرسنٹ کے حساب سے انہوں نے جو پوسٹیں منظور کی ہیں سب سے بڑا question تو اسی کے اوپر ہے کہ پانچ پرسنٹ تو ہم نے نہ شروع سے مانا ہے نہ مان رہے ہیں لیکن اس کے باوجود وہ پانچ پرسنٹ میں بھی انہوں نے جو یہاں پوسٹیں ہیں وہ 1062 تعینات ابھی تک 640 ہوئے ہیں یعنی کہ 422 پوسٹ بلوچستان کے کوٹہ میں آج بھی خالی پڑی ہیں لیکن میں نہیں سمجھتا ہوں بشمول آپ کے چیف منسٹر صاحب کے ہمارے تمام ایوان کسی کی بھی یہ طاقت ہے کہ ادھر جا کر کے چار، چھ آدمی وہ accommodate کروادیں

ادھر تو سارے دن وہ بے روزگار ہمارے گھروں ہمارے دفاتروں کا اور ہیڈ کوارٹرز کا چکر لگا رہے ہیں جبکہ فیڈرل گورنمنٹ میں ہماری ہزاروں کی پوسٹ رہتی ہے اس مقابلے میں صرف کراچی اربن کا بتاؤنگا کراچی اربن کے لئے منظور شدہ پوسٹ 1345 ہیں appointed لوگ 4832 ہیں یعنی کہ 1345 ان کا جو بھی کوٹہ سسٹم ہے جس کے ہم خلاف ہیں اس کے مطابق کراچی اربن کی 1345 پوسٹ بنتی ہیں 4832 لوگ انہوں نے پوسٹ کیے ہیں اس کے against 3487 لوگ اضافی انہوں لگا دیئے ہیں صرف ایک سٹی کے لئے ادھر ہماری ٹوٹل posting وہ 640 ہیں یہ زیادتی اگر دیکھی جائے میں سمجھتا ہوں کہ ان زیادتیوں کے لئے اس کے ماسوائے PIA ہمارے لئے ایک عذاب بن گئی ہے اگر آپ دیکھیں یہ 640 پوسٹ بھی میں دعوے سے کہتا ہوں کہ ان میں صرف پچاس سے ساٹھ پرسنٹ جعلی ڈومیسائل پر لگے ہونگے وہ بھی بلوچستانی نہیں ہونگے کیونکہ مجھے بلوچستانی ماسوائے کوئٹہ ایئر پورٹ پر چند لڑکوں کے اور کہیں نظر نہیں آتا ہے آپ PIA ہیڈ آفس چلے جائیں وہاں انتظامی پوسٹوں پر کوئی ہمارا آدمی نہیں جس کو لوگ accommodate کر سکیں آپ PIA کا کدھر کسی اور اسٹیشن پر چلے جائیں state away چاہے لاہور، کراچی ہو دوسرے ہو ایئر پورٹس میں تو ملنے کا موقع ہی ہیں ان کے officess میں جب ticketing کرواتے ہیں وہاں کوئی بلوچستانی نہیں ہے کیا بلوچستان والوں کا یہ حق نہیں بنتا ہے کہ اتنی بڑی کارپوریشن میں ہمارے کچھ لوگ لگا دیئے جائیں تاکہ کچھ بے روزگاری ختم ہو جائے دوسرا وہاں آج اگر PIA میں ہمارے لوگ ہوتے تو وہ ہمارے ساتھ اتنی زیادتی نہ کرتی صرف پہلے یہ دیکھ لیں PIA کے routes انہوں نے کینسل کر دیئے ہیں یہ ایئر لائنز کراچی لاہور کے لئے پہلے ایئر بلوچستا تھا یا دوسرے چلتے تھے کوئی competition تھا آج دس ہزار نو ہزار روپے کرایہ لیتے ہیں جبکہ اسلام آباد، لاہور چھ ہزار سات ہزار اس سے تقریباً ڈیڑھ گنا فاصلہ ہے اسلام آباد، لاہور وہ چھ ہزار ساڑھے چھ ہزار سات ہزار maximum اس capacity میں وہ چلتا ہے economy کلاس میں یعنی کہ کراچی، لاہور یا کراچی اسلام آباد کوئٹہ جو سب سے قریب ترین ہے اس کا کرایہ آپ کا نو ہزار سے اوپر ہے صرف اس وجہ سے کہ انہوں نے monopoly یہاں بنالی ہے اور یہاں کی جو پوسٹیں ہیں ان کے اوپر ہم لوگوں کا کوئی اختیار نہیں ہے ہیڈ آفس میں ہم لوگوں کا کوئی نمائندہ نہیں ہے انتظامیہ میں ہم لوگوں کا کوئی نمائندہ نہیں ہے بورڈ آف گورنرز میں ہمارا کوئی نمائندہ نہیں ہے انہوں نے monopoly بنا کر کے آج PIA کو اس طرح بنا دیا ہے کہ لوگ by road سفر کرنا پسند کرتے ہیں PIA کا کرایہ afford نہیں کر سکتے اس کے مقابلے میں اگر آپ دوسرے روٹ پر جائیں وہاں پرائیویٹ ایئر لائنز کو انہوں نے allow کیا ہوا ہے آج competition کا

ماحول ہے اس سے ڈیڑھ گنا اور یہ جیسے بی ڈی اے سے میں سوال کر رہا تھا کہ کلومیٹر کم تھے جب زیادہ ہو گئے رقم تین گنا بڑھ گئی ہمارا بھی فاصلہ کم ہے کراہی زیادہ ہے ان کا فاصلہ زیادہ ہے کراہی کم ہے ایک تو یہ چیز میں ایوان کے نوٹس میں لانا چاہتا تھا تا کہ اس کے اوپر بحث کی جائے تمام details لائی جائیں یہاں انتظامی معاملہ ہے حیدرآباد کا آپ اسٹیشن لے لیں وہاں سے دو فو کر چلتے ہیں لیکن وہاں کے جو top عہدیدار ہے اس کا نام ہے جنرل منیجر یہاں آپ کا کوئٹہ کا جی ایم نام نہیں دیا گیا ہے گریڈ 9 کا آفیسر دیا گیا ہے گریڈ 10 کی ان کو پوسٹ بھی نہیں دی گئی ہے ڈسٹرکٹ منیجر کا نام دیا گیا ہے یعنی کہ وہ qualities بھی ان کو نہیں دی گئی ہیں کہ ادھر کوئی سینئر آفیسر ہمارا تعینات ہو سکے اس سلسلے میں میں یہ چیز لانا چاہتا ہوں کہ پھر بلوچستان کے کافی چھوٹے اسٹیشنز تھے جیسے پنجگور تھا ژوب تھا دوسرے تھے جس پر فو کر فلائٹس چلتی تھیں ژوب ڈی آئی خان خضدار تھا اس پر آپ کی فو کر فلائٹس چلتی تھیں پہلے تو ایک امریکہ جو ہمارا بڑا سرکار بنا ہوا ہے بولتا ہے افغانستان میں گڑبڑ ہے اس کی وجہ سے انہوں نے cancel کر دیئے ہیں چلو بابا ٹھیک ہے چھ مہینے چار مہینے cancel ہو جائیں اسی بہانے انہوں نے مکمل dump کر دیئے ہیں آج آپ کے نہ ژوب سے کوئی فلائٹ ہے نہ ڈی آئی خان سے کوئی بھی نہیں ہے ماسوائے کوئٹہ کے ذریعے سے اب جانا پڑیگا ژوب سے پہلے ہفتے میں سات فلائٹس ہوتی تھیں آج وہاں سے ایک بھی فلائٹ نہیں ہے اسی طرح خضدار کی فلائٹ ہوتی تھی یعنی کہ جو opportunity ہم کو تھی پنجاب کے بھی cancel کئے گئے لیکن جو نئے ان کے جہاز آئے ہیں replace کر کے ان کو دیدیئے شمالی علاقہ جات کی بھی اس وقت cancel کئے گئے کہ بھئی PIA ہم لوگوں نے جو فو کر طیارے تھے وہ گراؤنڈ کر دیئے لیکن جب نئے طیارے آگئے چھوٹے ان کو دیدیئے گئے بلوچستان آج بھی اسی پر ہے کیونکہ بات آپ کی میں سمجھتا ہوں ایک تو کارپوریشنز میں نمائندگی نہیں ہے نہ وہاں کی انتظامی پوسٹوں پر ہماری نمائندگی ہے نہ وہاں کے بورڈ آف گورنرز میں ہماری کوئی نمائندگی ہے جس کی وجہ سے یہ مکمل ignore ہوا ہے سب سے پہلے تعیناتی اگر آپ دیکھ لیں اس کا فرق میں نے آپ کو بتا دیا پہلے تو ہم پانچ پرسنٹ کو مانتے نہیں ہیں کہ پانچ پرسنٹ ایک زیادتی ہے کہ بھئی پنجاب نے اپنی سہولت کے لئے 57% حاصل کیا ہے ان کو ہم مانتے ہی نہیں ہیں لیکن پانچ پرسنٹ کے حساب سے بھی آپ کے 640 ملازمین ہیں ان میں بھی میں دعوے سے کہتا ہوں آدھے سے زیادہ جعلی ڈومیسائل پر لگے ہونگے اس کے مقابلے میں کراچی ار بن آپ دیکھ لیں وہاں کا تناسب کیا ہے اگر پوسٹ ایک ہے تو ان کی میں نے پہلے تفصیل بتائی یہ اسمبلی کے سامنے میں نے لے آئی کہ پوسٹیں ان کی 1345 ہیں بھرتی ان کی 4832 ہیں وہاں اتنی زیادتی کی جاتی ہے ہمارے ساتھ آج ہماری حالت یہ ہے کہ ہمارا کوئی

نمائندہ نہیں ہے PIA میں روٹس کا میں نے آپ کو بتا دیا ہے کہ ہمارے لئے PIA کو no go کر دیا جو سرکاری ٹکٹ خرید سکتا ہے وہ PIA میں جاسکتا ہے نہیں تو نو ہزار ساڑھے نو ہزار روپے میں کوئی اس شارٹ روٹ کے لئے ٹکٹ نہیں خرید سکتا ہے اسی کے مقابلے میں میں نے پہلے بتایا کہ لاہور، کراچی آپ دیکھ لیں پرائیویٹ ایئر لائنز چار ہزار پانچ ہزار میں جاتی ہیں PIA, even چھ ہزار سات سو میں جاتی ہے جو اس سے ڈیڑھ گنا فاصلہ ہے اسلام آباد کراچی پرائیویٹ ایئر لائنز آپ کو چار ہزار میں ملتی ہیں پانچ ہزار میں ملتی ہیں PIA وہاں سات ہزار آٹھ ہزار میں آپ کو لے جاتی ہے جو اس سے تقریباً ڈبل فاصلہ ہے یہاں ہم لوگوں کا کرایہ monopoly بنا کر کے نو ہزار کر دیا اور وہاں دوسرے شہروں میں ایک اور سہولت سر! حاصل ہے ان کو اگر آپ دو دن پہلے بکنگ کروالیں تو آپ کو سستا ٹکٹ مل جاتا ہے یعنی پورا انٹرنیشنل ایک مارکیٹنگ سسٹم ہے یہاں وہ بھی آپ کو option نہیں دیا گیا ہے نہیں یہی ٹکٹ ہے آپ نے خریدنا ہے جاؤ نہیں جاتے ہومت جاؤ تو اس وجہ سے میں نے یہ تحریک التواء پیش کی ہے کہ ایوان اس کے اوپر بحث کرے اور اس کے جو مضمرات ہیں اس کا-----

جناب سپیکر: Thank you جعفر صاحب! اس پر یالاہ منسٹر یا منسٹر ایس اینڈ جی اے ڈی سردار ثناء اللہ صاحب اگر کوئی گورنمنٹ کا آپ اس پر بات کر لیں concerned یہ ملازمتوں کے حوالے سے مولانا صاحب اس کے بعد کیا رائے بنتی ہے اس کو دو گھنٹے بحث کے لئے منظور کرتے ہیں، پھر آپ گورنمنٹ کی طرف سے بات کر لیں یا جیسے آپ مناسب سمجھیں چلیں آپ بات کر لیں، منسٹر صاحب آپ کو بھی ٹائم دیتا ہوں ذرا سینئر منسٹر بات کر لیں جی آپ بات کریں اب میں کہہ رہا ہوں آپ بات کریں، میں تو کہہ رہا ہوں آپ بات کریں، میں آپ کو کہہ رہا ہوں کہ آپ بات کریں نامولانا صاحب میں نے منسٹر لوکل گورنمنٹ سے کہا کہ پہلے سینئر منسٹر بات کر لیں سردار صاحب آپ بات کر لیں، سینئر منسٹر صاحب میں آپ ہی سے تو کہہ رہا ہوں کہ آپ بات کر لیں تو میں نے تو آپ کو کہا کہ آپ بات کر لیں آپ شاید سمجھے نہیں نا سردار صاحب!

سردار ثناء اللہ زہری (وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی): Thank you Mr. Speaker! جس طرح ہمارے بھائی دوست جعفر خان مندوخیل صاحب نے جو تحریک التواء پیش کی ہے میں سمجھتا ہوں اس کی ہم ہاؤس کی طرف سے بھرپور تائید کرتے ہیں گورنمنٹ کی طرف سے اور تفصیلاً اس پر تو بحث تحریک التواء اس کو میں سمجھتا ہوں کہ قرارداد کی آپ شکل دیدیں ہاؤس کی طرف سے اور unionmously میرے خیال کسی کو بھی اعتراض نہیں ہے اس پر میرا point of view بھی یہی ہے جس طرح جعفر خان صاحب نے اس پر تفصیلاً بات کی

ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس پر زیادہ بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ انہوں نے بڑی تفصیل کے ساتھ اس مسئلے پر روشنی ڈالی ہے اور جو حقائق جعفر خان صاحب نے پیش کی ہیں وہ حقیقتاً ایسی ہیں کیونکہ بلوچستان کے لوگوں کے ساتھ یا ہمارے جتنے بھی فیڈرل کے جو ادارے ہیں وہ ہمیشہ سے ہی بلوچستان کے لوگوں کو یا بلوچستان کے جو عوام ہیں یا بلوچستان کے آفیسرز ہیں ان کو وہ تیسرے درجے کا شہری سمجھتے ہیں اور ان کو ہمیشہ نظر انداز کرتے رہتے ہیں تو میں صرف ایک amendment کرونگا کہ اگر اس کو جعفر خان کی approval کے ساتھ اس کو اگر قرارداد کی ایک شکل دیدیں ہم آپ کی تحریک التواء کو unionmously اگر ہاؤس کی طرف سے کر لیں تو بہتر ہوگا میرے خیال میں۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: سر! اس کو قرارداد کی شکل میں فیڈرل گورنمنٹ کو ہم بھجوادیں۔

جناب سپیکر: جعفر صاحب! اس کو پہلے بحث کے لئے ہم منظور کرینگے جب بحث ہو جائے پھر اس کو قرارداد میں convert کر کے ہم بھیجیں گے جو طریقہ کار ہے تو پھر کل میں چوبیس کے لئے رکھ لیتا ہوں اس کو تاکہ وہ طریقہ کار ہے کہ جو بھی adjournment motion آتی ہے ہاؤس میں اگر گورنمنٹ کو اس پر اعتراض نہیں ہوتا ہے تو وہ دو گھنٹے بحث کے لئے منظور ہو جاتی ہے اس کے بعد قرارداد کی شکل میں وہ بھی concerned محکمہ یا گورنمنٹ یا منسٹری ہوتی ہے اس طرف ہم بھیج دیتے ہیں سینئر منسٹر صاحب آپ بات کریں آپ کی بات کے بغیر یہ ادھوری رہے گی آپ دوبارہ یہ بات کریں I request you آپ بات کر لیں آپ بات کریں نا جی منسٹر لوکل گورنمنٹ بات کریں then شاہ نواز مری صاحب۔

جناب عبدالخالق بشر دوست (وزیر بلدیات): جناب سپیکر صاحب! میں بھی جعفر خان صاحب کی جو تحریک التواء ہے اس کے حق میں بولنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے وہ میں قرارداد کی صورت۔۔۔۔۔ آپ اسمبلی کو اپنی باندھی نہ سمجھیں آپ خاموش رہیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ چیئر کو ایڈریس کریں؟

وزیر بلدیات: ان کو آپ سمجھائیں۔

جناب سپیکر: آپ چیئر کو ایڈریس کریں، آپ چیئر کو ایڈریس کریں۔

وزیر بلدیات: ان کو آپ کو سمجھائیں یہ اسمبلی کو اپنی گھر کی باندھی سمجھ رہے ہیں ادھر سے وہ اٹھے ہیں یہ دیکھو

ان لوگوں نے مذاق بنایا ہے آپ ہر چیز کو اپنی جاگیر سمجھ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ چیئر کو ایڈریس کریں، ابھی دو ٹنگ نہیں ہوئی ہے۔

(شور، شور، شور)

جناب سپیکر: ابھی دو ٹنگ نہیں ہوئی ہے آپ بھی بولیں۔ ابھی نہیں ہوئی ہے آپ نے بھی تو بولنا ہے۔  
وزیر بلدیات: یہی لوگ ڈرون حملوں کو بھی دعوت دے رہے ہیں کہ ہم پر حملے کریں یہی وہ لوگ ہیں جو  
گذشتہ دور حکومت میں انہوں نے ایجنٹ کے طور پر کام کیا ہے۔

(شور، شور، شور)

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ اس پوائنٹ پر بات کریں نا۔

وزیر بلدیات: جناب سپیکر! میں ثناء اللہ زہری صاحب کی کہ اس کو قرارداد کی صورت میں پیش کیا جائے اور ظلم  
یہ ہے کہ خضدار اور ژوب میں جو PIA کی پروازیں چل رہی تھیں ان کو بند کیا گیا ہے میں یہ بھی اس کے ساتھ  
شامل کرنا چاہتا ہوں کہ ان کو بھی شروع کیا جائے۔

جناب سپیکر: ok, ok جی شاہ نواز مری صاحب!

جناب شاہ نواز مری (وزیر کھیل و ثقافت): سر! یہ قرارداد تو بالکل ٹھیک ہے جو جعفر صاحب نے بات کی وہ  
صرف PIA کی بات کی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ پریزیڈنٹ صاحب بھی آئے تھے پرائم منسٹر کے سامنے میں نے  
یہ مسئلہ اٹھایا تھا کہ یہ صرف PIA تک محدود نہیں ہے جتنی بھی کارپوریشنز ہیں چاہے PMDC ہو  
چاہے PLDC ہو یا باقی جتنے بھی ادارے ہیں ان میں ہر جگہ بلوچستان کا کوٹہ ایک دو فیصد سے کم اتنا بھی نہیں  
ہے آپ آرمی میں دیکھیں ملیشیا میں دیکھیں دوسری جگہوں پر دیکھیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کا ایک پورا سروے  
کیا جائے اور جتنی بھی کارپوریشنز ہیں ان میں بلوچستان کا کوٹہ انکو ملنا چاہیے۔ Thank you

جناب سپیکر: جی باری صاحب آپ بات کریں۔

مولانا عبدالباری آغا (وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ): جناب سپیکر صاحب! یہ تحریک قرارداد کی شکل میں پیش  
کرنا اور اس تحریک کا جو متن ہے وہ بیروزگار پوسٹ گریجویٹ کے متعلق ہے۔ میں سمجھتا ہوں جس طرح جعفر خان  
صاحب نے مختلف ایٹوز کا ذکر کیا ہمارے صوبہ بلوچستان پاکستان کا اس وقت 45 فیصد رقبہ ہے تو جتنا رقبہ بڑا ہے  
اس کے مطابق ہماری پروازیں اور فضائی سہولتیں ہیں ان کو بڑھانا چاہیے چاہے ژوب ہے خضدار ہے دوسرے  
تیسرے علاقے ہیں ان کو بھی اس کے متن میں شامل کر کے قرارداد کی شکل میں کیا جائے دوسرے جو یہاں پر  
جی ایم صاحب ہیں انہوں نے فخر سے کہا ہے کہ ڈسٹرکٹ آفیسر۔ جناب سپیکر صاحب! بلوچستان کو اسلام آباد  
والے ڈسٹرکٹ سمجھتے ہیں اگر ڈسٹرکٹ ہے تو بلوچستان پر پھر صوبے کی بجائے ڈسٹرکٹ کا نام رکھ لیں پھر ہم قبول

کریں گے کہ واقعی اگر بلوچستان ڈسٹرکٹ ہے تو مطلب یہ کہ جتنی مقصد کی باتیں اور چیزیں ہیں ان ساروں کو قرارداد کے متن میں شامل کیا جائے تاکہ ایک مؤثر انداز میں ہو اور بلوچستان اسمبلی کو یہ پتہ ہونا چاہیے کہ یہاں پر مختلف ایئر پورٹس بنائے ہوئے ہیں اور وہ کارآمد نہیں ہیں پشین میں ہے دوسرے علاقوں میں ہیں اور بعض ایسے دشت بیابان میدانوں میں یا پہاڑی علاقوں میں از خود بنا رہے ہیں صوبائی حکومت کے علم میں نہیں ہے تو بھی ہمارے علم میں لانا چاہیے کہ بین الاقوامی سطح پر یا دوسرے معاملات میں اپنے لوگوں کی بجائے باہر کے لوگوں کے ساتھ اتنی مہربانیاں تو میرا یہ مقصد ہے کہ جتنی بھی فضائی سہولتیں ہیں یا جو ٹکٹ کے ریٹ کا مسئلہ ہے جو ساری ہم نے اہم چیزیں بتائیں جعفر صاحب نے بہت اچھی معلومات دی ہیں ان سب کو قرارداد کا متن بنا کر کے خوبصورت انداز میں اور اسکو صرف اہم قرارداد نہیں بلکہ ایک مؤثر انداز میں نواب صاحب تو آج نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: سرور صاحب! پہلے محترمہ بات کر لیں پھر آپ بولیں۔

محترمہ راحیلہ درانی (وزیر پراسیکیوشن ڈیپارٹمنٹ): جناب سپیکر صاحب! یہ انتہائی اہم نوعیت کا مسئلہ ہے اس پر میں خود تحریک لانا چاہ رہی تھی لیکن ایک different پر لانا چاہ رہی تھی جو اس وقت بلوچستان کے حوالے سے PIA اور ریلوے کی کارکردگی ہے جو مسائل عوام کو درپیش ہیں اس حوالے سے میں تحریک لانا چاہتی تھی لیکن سر! مولانا باری صاحب صحیح کہہ رہے ہیں کہ صرف پوسٹوں کے حوالے سے بات کی گئی ہے اور یہ انتہائی اہم نوعیت کا مسئلہ ہے تو اس کی بجائے قرارداد کے اسی تحریک میں مختلف باتیں شامل کر کے اس پر بحث کی جائے تاکہ عوام کھل کر اپنی suggestion دیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے جی سرور صاحب!

مولانا محمد سرور موسیٰ خیل (وزیر محنت و افرادی قوت): شکریہ جناب سپیکر! معزز رکن جعفر مند و خیل صاحب کی جو تحریک التواء ہے میرے حساب سے کافی نامکمل ہے اس لئے کہ یہ بہت پرانی کہانی ہے کہ جناب! بلوچستان کا ملازمتوں میں کیا کوٹہ ہے اور وہ اسکول رہا ہے یا نہیں اور پچھلی حکومت نے کہا کہ وہ 3 فیصد تھا ہم نے 6 فیصد کر دیا ہے جب پچھلے دنوں وزیراعظم آف پاکستان جناب گیلانی صاحب یہاں تشریف لائے تھے تو انہوں نے کاہینہ سے وعدہ کیا تھا کہ ہم آئندہ آپ کے کوٹے کی جو پوسٹیں ہونگی وہ آپ کے لوکل اخبارات میں دیں گے تاکہ آپ کے لوگ اس کو آسانی سے پڑھ سکیں اور اردو اخبارات میں دیں گے اور اسکے علاوہ جو ٹیسٹ انٹرویو ہوں گے وہ بھی یہاں پر ہوا کریں گے تاکہ آپ کے لوگ کراچی یا اسلام آباد جا کر کے خوار اور پریشان نہ ہوں اور ہوٹلوں کے اخراجات سے بچ سکیں ہماری کمیٹی کے جو ممبران ہونگے وہ یہاں پر آیا کریں گے اور یہاں پر انٹرویو

لیں گے تو اس پر بھی عمل نہیں ہوا جناب سپیکر! سوائے ایک کمیٹی کے جو یہاں پر تشریف لائی تھی اور اسکے بعد کوئی نہیں آیا پھر تماشایہ ہوا کہ کچھ ہمارے لوگ select ہوئے تھے اس کے بعد انہوں نے کہا کہ یہ ہم نے غلطی سے اس پوسٹ کو بلوچستان کا کوٹہ شوکیا تھا حالانکہ یہ پوسٹ بلوچستان کے کوٹے کا نہیں ہے جناب سپیکر! یہ عجیب تماشا ہے ایک دفعہ select کرو پھر کہہ دو کہ یہ آپ کے کوٹے کی پوسٹ نہیں تھی ہمارے بابو سے غلطی ہو گئی تھی تیسری گزارش جناب سپیکر! یہ ہے اگر یہ ہمارے کوٹے میں دیتے بھی ہیں تو وہ انتہائی کم گریڈ کی جو پوسٹیں ہوتی ہیں چپڑ اسی اور چوکیدار اب ان کو یقین ہے کہ کشمیر اور لالہ پور میں چوکیداری اور نائب قاصد کی نوکری کوئی نہیں کریگا اس لئے ان کی تنخواہ اتنی نہیں وہ صرف ایک دفعہ آنے جانے میں ختم ہو جاتی ہے جناب سپیکر! اس صوبے کے لوگوں کے ساتھ ایک عجیب مذاق ہے تو میرے خیال میں PIA کی نہ ریلوے کی بات ہونی چاہیے بلکہ جو مرکزی ڈیپارٹمنٹس ہیں جو بلوچستان میں کام کر رہے ہیں یا اس کے علاوہ ہیں ان میں بڑی اور اہم پوسٹیں بھی بلوچستان کا حصہ ہیں انکو آپ تحریک میں شامل کر کے منظور کر لیں اور اسکے علاوہ جو فیڈرل لیول پر ہماری متعلقہ کارپوریشنز ہیں فیڈرل گورنمنٹ کے جرنیل صاحبان ہیں یا سیکرٹری صاحبان ہیں انکو آپ یہاں طلب کر کے وہ پورے ہاؤس کو بریف کریں کہ ہم یہ مذاق آپ کے ساتھ کب تک کریں گے صرف یہ کہہ دیں کہ آپ کو کوٹہ مل جائے گا یہ ناکافی ہے باقی ہمارے ایئر پورٹس کی بات ہمارے بہت سارے ایئر پورٹس ہیں جن کو بند کر دیا گیا ہے جس میں ژوب، خضدار اور الدبندین شامل ہیں ان کو بند اسلیئے کیا گیا ہے کہ ہم خسارے میں جا رہے ہیں جبکہ ہم اخبارات میں پڑھ رہے ہیں کہ اس وقت PIA ہر جگہ خسارے میں جا رہی ہے جناب سپیکر! جب ہر جگہ خسارے میں ہے تو بلوچستان نے کیا قصور کیا ہے ژوب، خضدار اور الدبندین کو بند کر دو تو اچھی خاصی سہولت ہے سڑکوں کی حالت بھی آپ دیکھ رہے ہو کہ سڑکوں پر سفر کرنا کتنا بڑا عذاب ہے ڈیرہ غازیخان کوٹہ ایک اچھا سلسلہ چل رہا تھا وہ بھی بند کر دیا ریلوے کی حالت یہ کہ ٹرین صبح 8 بجے پہنچتی تھی اب وہ دن کی بجائے شام کو پہنچتی ہے فیڈرل کی جو بھی ڈیپارٹمنٹس ہیں وہ نہ کیبنٹ کو اہمیت دیتے ہیں نہ یہاں کی اسمبلی کو یہی حال پی ٹی سی ایل اور واپڈا کا ہے جناب سپیکر! آپ خدا کے لئے ایک سخت قسم کی رولنگ دیں آپ کی مہربانی ہوگی۔

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ جعفر خان مندوخیل صاحب کی اس تحریک التواء کو دو گھنٹے بحث کے لئے منظور کیا جائے۔ (تحریک التواء بحث کے لئے منظور ہوئی) 24 مارچ کے اجلاس میں اس تحریک التواء پر دو گھنٹے بحث ہوگی۔ مولانا عبدالواسع صاحب، مولانا عبدالباری آغا، حاجی محمد نواز صاحب، مولوی محمد سرور موسیٰ خیل صاحب، مولانا عبدالصمد آخوندزادہ صاحب، حاجی عین اللہ شمس صاحب اور جے پرکاش صاحب، صوبائی وزراء میں سے

کوئی ایک محرک اپنی مشترکہ قرارداد نمبر 24 پیش کریں۔

### مشترکہ قرارداد نمبر 24

مولانا عبدالواسع (سینئرز): یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ یہ ایوان نہ صرف وزیرستان اور قبائلی علاقوں میں امریکی اور نیٹو فورسز کے ڈرون حملوں بلکہ اب امریکی ذرائع ابلاغ میں شائع شدہ بلوچستان میں بھی ڈرون حملے کرنے کے امریکی ارادوں اور بلوچستان میں موجود امریکی اداروں کی شدید مذمت کرتا ہے نیز یہ ایوان وفاقی حکومت اور متعلقہ اداروں سے یہ بھی مطالبہ کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت اور متعلقہ ادارے امریکی ڈرون حملوں کو روکنے کیلئے اپنی اپنی ذمہ داریاں پوری کریں۔

جناب سپیکر: قرارداد پیش ہوئی۔ محرکین میں سے کوئی ایک رکن اپنی مشترکہ قرارداد کی admissibility پر اگر کچھ مختصر بات کریں۔ جی مولانا عبدالواسع صاحب!

سینئرز: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! اور میرے معزز دوست اس ایوان کے معزز اراکین آج یہ قرارداد ایسے موقع پر ہم پیش کر رہے ہیں اس سے پہلے امریکی اداروں برطانیہ اور نیٹو فورسز نے افغانستان پر حملہ کرنا تھا تو بھی اسی قسم کے ارادوں کا اظہار اخباروں ہو رہا تھا اور اسکے بعد آخر انہوں نے افغانستان پر حملہ کر دیا اور عراق کے بارے میں بھی ان کے یہی بیانات اور اسی طرح کی ترجیحات تھیں آخر کار انہوں نے عراق پر بھی حملہ کر دیا قبائلی علاقوں اور وزیرستان کے بارے میں اس قسم کے بیانات جب آنا شروع ہو گئے تو جناب سپیکر! ہر ایک کی یہی بات تھی کہ ہمارا ایک خود مختار ملک ہے ہمارا ایک آزاد ملک ہے ہماری سرحدات محفوظ ہیں کوئی بھی یہاں سے تجاوز نہیں کر سکتا اگر کوئی ہماری سرحدات سے تجاوز کرے گا تو ہم یہ کریں گے وہ کریں گے ہم تو یہ باتیں کر رہے تھے اور اپنی قوم کو یہ باور کر رہے تھے کہ یہ ہونہیں سکتا ہے کہ وزیرستان میں فاٹا میں امریکی اور نیٹو فورسز کیونکہ ہمارا ایک آزاد ملک ہے اور سرحدات بھی محفوظ ہیں ایک معاہدہ ہے اقوام متحدہ ہے آخر وہی لوگ آ کر وہاں میزائل مارنا شروع کر دیئے اور جاسوس طیاروں کے ذریعے ڈرون حملے بھی کر رہے ہیں جناب سپیکر! اب یہی اداروں کی طرف سے کہ بلوچستان میں بھی ڈرون حملے ہونگے جناب سپیکر! بلوچستان پہلے سے ان حملوں کے زد میں ہے بلوچستان کے حوالے سے ہم پہلے سے اتنے زخم خوردہ ہیں کہ اپنے لوگوں کے زخم پر مرہم لگانے کے لئے آپ کی موجودگی اور چیف منسٹر صاحب کی قیادت میں ہم نے یہاں اپنے لوگوں سے مفاہمت کا عمل شروع کر دیا اور مرکزی گورنمنٹ سے کہا کہ ہمارے لوگوں پر آپریشن بند کر دو ہمارا صوبہ اور ہمارے عوام اس کے متحمل نہیں ہو سکتے جناب سپیکر! امریکہ نے بھی ہمارے اوپر حملہ کرنا شروع کر دیا تو کیا جب ہم پاکستان کی

ایجنسیوں کے یا اپنے لوگوں کے کمزور آپریشن کو برداشت نہیں کر سکتے تو پھر امریکہ کے حملوں کو ہم کس طرح برداشت کر سکتے ہیں جناب سپیکر! اس حوالے سے میں سمجھتا ہوں جب انہوں نے افغانستان پر حملہ کرنا تھا تو انہوں نے ورلڈ ٹریڈ سینٹر کے ڈرامہ کا بہانا بنا کر افغانستان پر حملہ کر دیا لیکن جناب سپیکر! آپ کی نظروں سے خود گزری ہے وہ رپورٹ ان حملوں کے بارے میں ایک سال یا ڈیڑھ سال کے بعد جب یہ تحقیقاتی رپورٹ منظر عام پر آئی تو انہوں نے خود یہ ثابت کرنے سے انکار کر دیا کہ یہ حملہ نہ مسلمانوں نے کیا ہے نہ انکے پاس اتنے وسائل ہیں نہ اسامہ ہے نہ فلاں ہے اس میں زیادہ تر اشارہ یہ ملا ہے کہ یہ یہودیوں کا حملہ تھا ایک سازش تھی انکے اپنے اداروں کی رپورٹ آئی ہے تو جناب سپیکر! بعد میں جب انہوں نے عراق پر حملہ کر دیا تو دنیا کے سامنے کہہ دیا کہ میں عراق پر اس لئے حملہ کر رہا ہوں کہ وہاں کیمیائی ہتھیار موجود ہیں وہ ہمارے لئے نقصان دہ ہیں اور ہماری زندگی اور موت کا مسئلہ ہے یہ ہماری قوم کے لئے تباہی کا ذریعہ ہیں جناب سپیکر! ایک سال دو سال وہاں جب عراق کو تہہ و بالا کر دیا وہاں کے لوگوں اور سارے شہروں کو تباہ کر دیا اسکے بعد انکے اپنے اداروں نے رپورٹ پیش کر دی کہ نہیں ہم نے جو دو سال یا تین سال وہاں گزارے ہمیں کوئی کیمیائی ہتھیار نہیں ملا ہمیں کوئی اثرات نہیں ملے ہمیں کوئی پلانٹ نہیں ملا ہمیں کیمیائی ہتھیار کا کوئی نام و نشان نہیں ملا تو جناب سپیکر! جب انکے اپنے اداروں نے رپورٹ دے دی تو کیا لاکھوں عراقی انہوں نے جو قتل کر دیئے بس انکا خون اور وہ کہتے ہیں کہ ہماری ایجنسیوں نے ہمیں غلط رپورٹ مہیا کر دی اور ہم نے انکی غلطی کی بنیاد پر عراق پر حملہ کر دیا کہ وہاں کیمیائی ہتھیار موجود ہیں اور صدام حسین کی حکومت ہم ختم کر کے کیونکہ صدام کی موجودگی میں ہم کیمیائی ہتھیار کو ختم نہیں کر سکتے ہیں انکے پلانٹ ختم نہیں کر سکتے ہیں تو آخر انہوں نے خود کہا کہ وہاں کچھ بھی نہیں ہے تو جناب سپیکر! وہ افغانستان سے جب وزیرستان آیا تو انہوں نے وزیرستان میں بھی یہ کہا کہ یہاں اسامہ موجود ہے یہاں ایمن ظواہری موجود ہے یہاں فلاں موجود ہے انکے حوالے سے جناب سپیکر! جتنے بھی حملے انہوں نے کئے ہیں لیکن سارے حملے اس نام سے یا ملا عمر کے نام سے یا کسی اور کے نام سے لیکن کسی بھی حملے میں جو ان کا نام وہ لیتے ہیں لیکن وہاں وزیرستان کے وزیر مسعود وہاں کے رہنے والے قبائل، غریب طالب علم، دینی مدارس کے علمائے کرام اور سربراہان علاقے سارے انکے گھروں پر حملے ہوئے اور وہ شہید ہوئے۔ اب جناب سپیکر! نہ وہاں آپکی رپورٹ صحیح تھی کہ جب آپ افغانستان پر حملہ کر رہے تھے خود آپ نے آ کر تحقیقات کی میں نہیں کہتا ہوں خود ان کے تحقیقاتی ادارے کہتے ہیں 200 صفحات پر مشتمل انہوں نے رپورٹ شائع کی نہ عراق پر حملہ کرنے کا جواز جو آپ نے بنایا تھا وہ بھی ثابت نہ کر سکا آپ کے اداروں نے میں تو پہلے کہہ رہا تھا لیکن آپ کے اداروں نے جو

رپورٹ دے دی وہ اب بھی ثابت نہ کر سکے وزیرستان کے اندر جب آپ حملے کر رہے تھے آپ نے وہاں بھی کچھ ثابت نہیں کیا اب یہ اس ڈرامے کو وسعت دینے کے لئے بلوچستان تک پھیلا یا کہ یہ لوگ جب ہم نے وزیرستان پر حملے کئے تو ان حملوں کے بعد یہ لوگ بلوچستان کی طرف گئے ہیں پھر جب بلوچستان کا سب کچھ ملیا میٹ کر کے پھر اسکے بعد یہ کہیں گے کہ اچھا یہ لوگ ادھر نہیں ہیں یہ لوگ کراچی چلے گئے ہیں پھر کراچی میں سب کچھ ملیا میٹ کر کے پھر لاہور جائیں گے تو جناب سپیکر! آخر یہ امریکن جو اپنے آپ کو مہذب سمجھتے ہیں جو اپنے آپ کو انسانی حقوق کے سب سے بڑے علمبردار کہتے ہیں انکے پاس کوئی دلیل نہیں ہے پھر ان کو شرم بھی نہیں آتی ہے انکے اپنے ادارے جب رپورٹ دیکھیں تو کہتے ہیں کہ ہمارے خفیہ اداروں نے غلط رپورٹ دی ہے کاش! ہم یہ کام نہیں کرتے ابھی لاکھوں عراقیوں کو شہید کر دیا گیا ان کو قتل کر دیا لیکن اسکے بعد اب ما صاحب کہتے ہیں کہ میں عراق سے واپس چلے جانے کے لئے انتظامات کروں گا کیونکہ وہاں پر ہمیں کچھ نہیں ملا تو ہم اس معزز ایوان کے توسط سے اس بلوچستان کی نمائندہ اسمبلی کے توسط سے امریکی صدر اب ما صاحب سے اور انکے اداروں سے انکے تھینک ٹینک سے انکے وزارت خارجہ سے یہ اپیل کرتے ہیں کہ ہمارے ساتھ بیٹھ جائیں دلیل کی بنیاد پر کوئی بھی اس طرح لوگوں کا خون بہانا یہ بے گناہ لوگوں کا لیکن جناب سپیکر! ہماری گورنمنٹ اور ہمارے لوگوں کی بھی ایک غلطی ہے اور اس غلطی کی بنیاد پر اس دن محترم آصف علی زرداری صاحب سے نواب صاحب کی سربراہی میں ہماری میٹنگ تھی اور ہم نے انہی ڈرون حملوں کے بارے میں ان سے گزارش کی کہ جناب صدر صاحب یہ معاملہ اب ہمارے گھر تک آنے کی وسعت کر رہا ہے تو یہ بات اس وقت بھی ہم نے ان کے نوٹس میں لائی کہ اسمین گناہ گار لوگوں سے بے گناہ زیادہ مر جاتے ہیں تو جب ہم انکے لئے ایک اس طرح نقطہ چھوڑ دیں کہ گناہ گار لوگ تو ادھر ہیں لیکن بے گناہ لوگ اس میں زیادہ مرتے ہیں اب تک تو میں نے نہ کوئی گناہ گار دیکھا ہے نہ ہم میں سے کوئی گناہ گار ہے کیوں ہم تسلیم کرتے ہیں لیکن آپ گناہ گاروں کی آڑ میں ہمیں نہ مار دیں بلکہ ہماری نظر میں اب تک ہماری سرزمین پر ہمارے گھر کے اندر کوئی گناہ گار نہیں ہے اور نہ ہمارے گھر میں وہ گناہ گار جو امریکہ کو مطلوب ہیں ملک میں کوئی مجرم ہو سکتا ہے کوئی ملزم ہو سکتا ہے کوئی اچھا ہو سکتا ہے کوئی برا ہو سکتا ہے یہ معاشرہ ہے یہ امریکہ میں بھی ہو سکتا ہے ہمارے ملک میں بھی ہوتا ہے لیکن ہمارے مجرم امریکہ کے مجرم نہیں ہو سکتے ہیں تو جناب سپیکر! یہاں ہمارے بلوچستان میں ہماری سرزمین میں کوئی اس قسم کے لوگ نہیں ہیں اور اس معزز ایوان کے توسط سے یہاں امریکن گورنمنٹ کو ہم مشورہ دیتے ہیں کہ وہ بھی اپنے آپ سے اتنا بے وقوف نہ بنائے کہ ہمارے یہاں کچھ دوست جیسا کہ ابھی بھی ایک محترم ممبر صاحب اٹھے کہ یہ ایجنٹ ڈرون حملے کروانا

چاہتے ہیں تو کچھ لوگ اگر ویسے کسی کے آنکھٹی کے حوالے سے جہاد اور مجاہد اس کا نام لیتے ہیں تو جناب! امریکہ کو معلوم ہے کہ انہوں نے ابھی تک کچھ کیا ہے ان لوگوں نے ایک بلی بھی نہیں ماری ہے لیکن اپنے آپ کو کہتے ہیں کہ میں امریکہ سے اور امریکہ اتنا بے وقوف ہے کہتا ہے ہمارے سامنے فلاں جہاد کا نفرنس ہوگئی فلاں امریکی نے گاڑی دے دی فلاں نے امریکہ کو دھمکی دے دی یہ دھمکیاں، دھمکیوں کی حد تک امریکہ سمجھے اور وہ لوگ امریکہ کو بھی معلوم ہیں کہ یہ کسی ادارے نے انکی ذمہ داری لگائی ہے یہ کسی کے ایجنٹ ہو سکتے ہیں لیکن اس کی بنیاد پر پورا ملک پوری سرزمین اور یہاں کے مہذب عوام اور یہاں کا معاشرہ جناب سپیکر! میں نے زرداری صاحب کو بھی کہا اور آج بھی فلور پر کہتا ہوں کہ اگر امریکہ کے جوشوشہ ہے انکی نظر میں جو دہشت گرد ہیں دہشت گرد انکو کہتے ہیں کہ جو طالب ہوں جو مولوی ہوں جو مدرسہ ہوں دین دار لوگ ہوں جو نماز پڑھنے والے لوگ ہوں تو اسکی نظر میں اگر یہ دہشت گرد ہیں تو ظاہر ہے ہم ہر ایک مسلمان ہر کلمہ گو انکی نظر میں دہشت گرد ہو سکتے ہیں کیونکہ اگر دین اور دین پر چلنا اور کلمہ کے تقاضوں کو پورا کرنا یہ دہشت گردی انکی نظر میں ہے تو ظاہر بات ہے ہر سجدہ ریز ہر مسلمان دہشت گرد ہیں انکی نظر میں لیکن اگر برابری کی بنیاد پر ہمارے ساتھ وہ رہنا چاہتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ یہ بھی ایک مذہب ہے اور ہم بھی ایک مذہب سے تعلق رکھتے ہیں اور ایک مذہب دوسرے مذہب کا احترام کرنا نہ صرف مذہب کا تقاضہ ہے بلکہ اقوام متحدہ کے چارٹر میں بھی ہے کہ ہر ایک اپنے مذہب پر عمل کر سکتا ہے اور ایک مذہب والے دوسرے مذہب کو نہیں چھیڑ سکتے ہیں اور نہ اس پر وہ گناہ گار اور نہ اس پر دہشت گردی کا لیبیل لگا سکتے ہیں اگر وہ اقوام متحدہ کے اس چارٹر پر عملدرآمد کرتے ہیں تو جناب سپیکر! بلوچستان میں جتنے بھی دینی مدارس ہیں وہ 95% جمعیت علمائے اسلام کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں بلوچستان میں جتنی بھی مساجد ہیں جتنے بھی علماء طلباء ہیں لیکن میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ ہمارے مدارس میں تعلیم اور (قَالَ اللَّهُ وَقَالَ الرَّسُولُ) کے سوا کوئی کسی قسم کی سرگرمی نہیں ہے لیکن پھر کس بنیاد پر کس گناہ کی پاداش میں آپ ہمیں قتل کر دیتے ہیں اور آج ہم امریکہ کو کہتے ہیں کہ آپ جو کہتے ہیں مسلمانوں کے بارے میں دہشت گرد، اور دہشت گرد کا جو آپ نے انداز اختیار کیا ہوا ہے تو مجھے بتائیں کہ دہشت گرد آپ ہیں یا ہم، کیونکہ میں حضرت عیسیٰ کو مانتا ہوں حضرت موسیٰ کو مانتا ہوں انکی کتابوں پر میں ایمان مسلمان ہوتے ہوئے وہ چار حرف نبی کے مذہب پر اور انکے لئے اتنا احترام رکھتا ہوں کہ جتنا اپنے دین کے لئے اپنے نبی کے لئے اپنے محمد ﷺ کے لئے اتنا ہی لیکن ہمارا گناہ یہ ہوا کہتے ہیں کہ کیوں آپ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ پڑھتے ہیں اسی بنیاد پر ہم آپ کو دہشت گرد سمجھتے ہیں کیوں آپ نے پگڑی کیوں پہنی ہے آپ کیوں مسجد میں جاتے ہیں کیوں آپ حج کرتے ہیں کیوں آپ سجدہ لگاتے ہیں تو

اسی بنیاد پر جناب سپیکر! اگر وہ اپنے آپ کو مہذب قوم کہتے ہیں اگر وہ اپنے آپ کو انسانی حقوق کے علمبردار سمجھتے ہیں تو ہم اسی بنیاد پر انسانی حقوق کے حوالے سے بھی ان سے کیس لڑنا چاہتے ہیں کہ بھی آپ آئیں ہمارے ساتھ بیٹھ جائیں یہ کون سے انسانی حقوق ہیں کہ آپ کو کوئی ایجنٹ کہے یا جاسوس کہے تو آپ پوچھے بغیر اس کے گھر پر جاسوس طیارہ روانہ کر کے اسکے گھر کو مسما کر کے چلے جائیں اور پھر کل اخبار میں آئے کہ فلاں دہشت گرد کو ہم نے مار دیا ہے تو بے چارہ قتل ہو گیا جو بے چارہ شہید ہو گیا اور وہاں میڈیا میں دے دیتے ہیں کہ دہشت گرد مارا گیا دوسری بات میں سمجھتا ہوں جناب سپیکر! اگر امریکہ کا خیال یہ ہے کہ میں وہاں حملے کر کے اپنے مقاصد میں کامیاب ہو جاؤں تو میں سمجھتا ہوں کہ جناب سپیکر! ابھی آرام کی زندگی گزارتے ہیں ایک عام آدمی اور ایک رواداری کی بنیاد پر برابری کی بنیاد پر جو بھی بلوچستان میں یا کوئی مسلمان زندگی گزارتا ہے تو اگر وہ حملے کرے رد عمل کے طور پر کیا ہوگا تو وہ جو اپنے آپ کو سمجھتے ہیں کہ میرے ساتھ برسر پیکار ہیں تو وہ میدان میں ہیں لیکن جو لوگ گھروں میں اپنے دفاع کے لئے وہ کیا کریں گے جب اپنے دفاع کے لئے وہ رد عمل کے طور پر کچھ کریں تو انکی نظر میں وہ دہشت گرد ہونگے اور یہ کہتا کہ کہ میں مجاہد ہوں اور اپنے دفاع کیلئے میں اپنے مسلمان سے بھی دفاع کا حق رکھتا ہوں لیکن کوئی غیر ملکی آجائے تو میں ضرور دفاع کا حق رکھتا ہوں تو جناب سپیکر! کیا خیال ہے امریکہ اور امریکی عوام کے خلاف وہاں انکی نفرت میں اضافہ ہو جائے گا یا انکی حمایت تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ سیاسی طور پر بھی انکے لئے نقصان ہے اور ویسے جو وہ اپنے آپ کو انسانی حقوق کے علمبردار سمجھتے ہیں وہ بھی ڈرامہ ہو جائے گا اور ویسے اسی بنیاد پر کہ ہم اپنے دفاع کا تو حق رکھتے ہیں تو ہم زرداری صاحب کے مشکور ہیں انہوں نے وزارت خارجہ سے فوراً ٹیلی فون کرا کے اور ہم بلوچستان گورنمنٹ نے ان سے بات کی جناب سپیکر! ایک دفعہ ان کے لوگ آئے تھے ان کا یہ گلہ تھا کہ ملا عمر اور افغانستان کے طالبان وہ ہمارے ساتھ زیادتی کرتے ہیں اور اسامہ بن لادن کو ہمارے حوالے نہیں کرتے ہیں۔ لیکن اس پر حضرت مولانا شیرانی صاحب نے جواب دے دیا کہ آپ لوگ مجھے بتائیں کہ ایک ملک کے ملزم یا مجرم دوسرے ملک کے حوالگی کے حوالے سے اس کے لئے تو دو چیزیں ہو سکتی ہیں (رابطہ یا ضابطہ) لیکن ضابطہ کے مطابق ایک ملک کا دوسرے ملک کے ساتھ معاہدہ ہو کہ میرے مجرم آپ میرے حوالے کر دیں اور آپ کے مجرم اور ملزم میں آپ کے حوالے کر دیتا ہوں تو افغانستان اور امریکہ کے درمیان یہ معاہدہ بھی موجود نہیں ہے اور رابطے کی حالت یہ ہے کہ افغانستان کے اندر طالبان نے ایسی پُر امن حکومت قائم کر کے شاید امریکہ یا دنیا کے کسی بھی خطے میں ایسی پُر امن حکومت نہیں ہے لیکن وہ ایک حکومت کے مالک تھے اور ایک اچھی اور پُر امن حکومت وہ بھی تسلیم نہیں کرتے ہیں اپنے گھر کے مالک کو وہ مالک نہیں

سمجھتے ہیں جب آپ ان کو اپنے گھر کا مالک اور ان کی حکومت کو تسلیم نہیں کرتے ہیں تو وہ کس طرح آپ کے ملزم یا مجرم آپ کے حوالے کریں گے تو لہذا امریکی حکومت دلیل کی بنیاد پر نہ رابلطے کے حوالے سے اس کا حق رکھتی ہے اور نہ ضابطے کے حوالے سے تو ضابطہ موجود بھی نہیں ہے کوئی معاہدہ ان کے درمیان موجود نہیں ہے تو اب بھی ہم دلیل کی بنیاد پر کہ کس ضابطے اور کس رابلطے کی بنیاد پر آپ یہ حق رکھتے ہیں کہ آپ ہمارے اوپر ڈرون حملے کر دیں۔ لہذا ہم اس کی مذمت کرتے ہیں امریکہ اقوام متحدہ اور پوری دنیا سے ہم اس معزز ایوان کے توسط سے آئین کے دائرے میں رہتے ہوئے ان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اس قسم کے ارادے ترک کرے جب آپ لوگوں کی طرف سے اس قسم کے بیانات آتے ہیں تو پھر ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ بعد میں آپ کا یہ عمل شروع ہو جاتا ہے لہذا ہم ان سے آج اس ایوان کے اندر اگر نہ ہو تو جناب سپیکر! ہم تو ایسے مرجائیں گے لیکن ان کے لئے خیر اور پھول کے گلڈستے یہاں پیش نہیں ہونگے۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ۔ شکر یہ جناب سپیکر!

جناب سپیکر: شکر یہ۔ جی جعفر مندوخیل صاحب!

شیخ جعفر خان مندوخیل: شکر یہ جناب سپیکر! یہ ہمارے منسٹر صاحبان نے جو قرارداد دلائی ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس وقت یہ نہایت اہمیت کی حامل ہے اس پر پہلے بھی میں ایک تحریک التواء لے آیا تھا تو اس کی حمایت کر کے اس ہاؤس نے قرارداد کی شکل میں اس کو پاس کیا تھا کہ ڈرون حملے روکے جائیں۔ لیکن وہ بجائے روکنے کے اور زیادہ ہو رہے ہیں آپ دیکھیں فرنٹیر میں پشتونخواہ صوبے میں آپ کو روزانہ کوئی نہ کوئی خبر ملتی ہے کہ آج دیر میں ہوا ہے آج سوات میں ہوا ہے آج باجوڑ میں ہوا ہے آج وزیرستان میں ہوا ہے اور یہ کچھ دنوں سے امریکہ کا یہ طریقہ کار ہے یا ویسٹ کا کہ وہ میڈیا کے through ایک چیز وہ ڈیولپ کرتے ہیں اس کا ری ایکشن دیکھتے ہیں پھر وہ کرتے ہیں اب بلوچستان کی طرف ان کی توجہ ہے کہ یہاں طالبان آگئے ہیں اور یہاں ڈرون حملے ہو سکتے ہیں تو وہ ایک پیشگی انتباہ ہے جو وہ آپ کو کر رہے ہیں اس کے بعد وہ ڈرون حملے یہاں شروع ہو جائیں گے ہو سکتا ہے کہ اس اسمبلی پر کسی دن یہ حملہ ہو جائے کہ یہاں بھی طالبان بیٹھے ہوئے ہیں کس کے پاس کیا انفارمیشن ہے کہ کدھر کون بیٹھا ہوا ہے۔ یہ افغانستان کا مسئلہ تو دو دہائیوں سے شروع ہے پہلے یہ امریکہ یہی ویسٹ اس کو جہاد کا نام انہوں نے دیا تھا اس میں مسلمان مروائے ہم لوگوں نے خود ہماری حکومت نے ہمارے اداروں نے ان کی سپورٹ کی اربوں روپے ہم لوگوں نے کمائے اس میں اور آج افغانستان کی حالت یہ کر دی ہے کہ وہاں کچھ بھی نہیں رہا ہے افغانستان میں نور محمد ترکئی کی حکومت آگئی حکومتیں بدلتی ہیں انقلاب آتے ہیں یہاں مشرف صاحب نے انقلاب لایا اس سے پہلے ضیاء الحق صاحب نے انقلاب لایا اس سے پہلے دوسروں

نے لے آیا ہے اس طرح انقلابات آتے ہیں اس کو کفر کا فتویٰ دے کر جہاد کا فتویٰ دے کر اور پورے عالم اسلام کو اس میں involve کر دیا۔ آپ کے ٹوٹل عربستان سے بھی لوگ آتے تھے سعودی سے یمن سے دوسری جگہوں سے جن کو وہ آج حقیقت قرار دے رہے ہیں پہلے یہ لوگ بڑے مجاہد تھے مجھے پتہ ہے ہمارے اپنے لڑکے ان سے متاثر ہو کر افغانستان جہاد کے لئے گئے تھے افغانستان کی جیلوں میں بھی رہے ہیں لڑے بھی ہیں میں ان کے کیمپوں میں گیا اس وقت مجھے سمجھ نہیں آتی ہے کہ تیس سال پہلے پچیس سال پہلے ایک چیز جہاد تھا اب وہی عمل دہشت گردی کی طرح سے ہو گیا ہے اس کا یہ ہے کہ پہلے ریشیاء کو شکست دینے کے لئے اس کو خراب کرنے کیلئے اس کو جہاد کا نام دیا گیا تھا وہاں کشت و خون کرایا گیا ہے ادھر سے بھی پشتون مرے۔ ادھر سے بھی پشتون مرے ادھر سے بھی مسلمان مرے اور ادھر سے بھی مسلمان مرے اگر casualties rate دیکھ لیں غیر ملکی کی تو ایک دو فیصد بھی نہیں ہونگے سب وہاں کے لوکل مرے ہیں اس کا تاثر آج آ گیا ہے اور وہی چلتا رہا چلتا رہا جب تک امریکہ کے مفاد میں تھا اور حتیٰ کہ جب ریشیاء کو وہاں سے شکست ہو گئی پھر وہ ٹوٹ گیا پھر امریکہ نے اپنا رخ پوری دنیا میں مسلمانوں کی طرف پھیر دیا کہ آج کولڈ وار کے بعد جب ریشیاء ٹوٹ گیا تو دوسری طاقت اس وقت اسلام ہے تو لہذا اسلام کے خلاف کارروائی شروع ہو گئی۔ آج اگر آپ فلسطین میں دیکھیں دوسرے عرب ممالک میں دیکھ لیں آپ بوسنیا میں دیکھ لیں آپ ادھر افغانستان میں دیکھ لیں پاکستان میں اب شروع کر دیا ہے یہاں کیا حال ہے وہ یہاں تک پہنچے ان کا حذف آج یہ ہے کہ کس طرح عالم اسلام کو ختم کیا جائے جو کہ یہ مذہب کبھی ختم نہیں ہوا ہے میں سمجھتا ہوں یہ ان کی ایک غلطی ہے مذہب آتا ہے عیسائیت ہم سے بہت پہلے آئی ہے اور دو ہزار سال سے لیکن آج بھی عیسائیت کے پیروکار بہت موجود ہیں اور اپنے دائرے میں وہ کام کر رہے ہیں ہم لوگوں نے کبھی ان کو برا نہیں کہا ہے یہودیت آپ دیکھ لیں دوسرے مذاہب آپ دیکھ لیں کسی کو ہم مسلمانوں نے کبھی بھی غلط نہیں کہا ہے لیکن ہمارے مذہب کو وہ جس نظر سے دیکھتے ہیں واقعی انہوں نے اس میں اتنی زیادہ مداخلت کر دی ہے ایسے پیداوار کر دی ہے تو آج ہم کو بھی واقعی دہشت گرد لگتے ہیں یہ لوگ۔ کیونکہ آج ہمارے ہاں عید گاہوں میں بھی خودکش حملے ہو رہے ہیں ہمارے گھروں پر بھی ہو رہے ہیں اس دن شیرانی صاحب پر خودکش حملہ ہوا ہے یہ حملے جنازوں میں ہوئے ہیں جڑگوں میں ہوئے ہیں یہ ان کا ایک اثر ہے نائن ایون کا ڈرامہ کیا گیا اس علاقے پر قبضہ کرنے کے لئے۔ چائنا کو ریشیاء کو چیک کرنے کے لئے یہاں امریکہ کو ایک paramount base چاہئے تھا۔ اس کے لئے نائن ایون کا ڈرامہ کیا گیا اس کے فوری بعد امریکہ یہاں آیا اور ہماری حکومت نے ایک منٹ میں U turn لے کر کے ایک دم مجاہد سے اس کو دہشت گرد

قرار دیا اور وہی طالبان جس کی وہ سرپرستی کرتے تھے جس کو یہ اسلحہ دیتے تھے جس کو یہ تمام support کرتے تھے ان کو یک دم دہشت گرد قرار دے دے کر ان کے خلاف جنگ شروع ہوئی لہذا افغانستان کی تاریخ دیکھ لیں یا ہماری تاریخ برطانیہ نے یہاں چڑھائی کی اس کو کامیابی نہیں ہوئی اس کے بعد ریشیاء آیا پندرہ سال تک لڑتا رہا اس کو کامیابی نہیں ہوئی حتیٰ کہ وہ ختم ہو گیا اس کے بعد مجاہدین آپس میں لڑتے رہے پھر طالبان آئے طالبان کی میں اس لحاظ سے تعریف کروں گا کہ ان کی گورنمنٹ جن علاقوں میں تھی وہ امن و امان کے لحاظ سے تو واقعی بہت اچھا ایک سسٹم تھا لیکن اس کی کوئی اور ترتیب نہیں تھی نہ خارجہ پالیسی تھی نہ داخلہ پالیسی تھی نہ دوسرے تھے لیکن وہاں امن و امان تھا لیکن وہ بھی قائم نہیں ہو سکا شمال اتحاد والوں کے ساتھ ان کی لڑائی جاری رہی اس کے بعد سات آٹھ سال سے وہاں امریکہ آیا ہوا ہے انہوں نے وہاں قبضہ کیا اگر وہاں پچھلے سال کی casualties کو دیکھ لیں اس سال کی casualties اس سے زیادہ ہیں اس سے پہلے دو سال کی دیکھ لیں تو آج زیادہ ہے حتیٰ کہ ہمارا اپنا ماحول یہاں اتنا زیادہ خراب ہو گیا ہے کہ آج ہم گھر سے نکلتے ہوئے ڈرتے ہیں۔ یہاں آج انہوں نے ہم کو آمنے سامنے کھڑا کر دیا ہے چھوٹے چھوٹے بچوں کو استعمال کر کے پتہ نہیں جو کچھ کروانا چاہتے ہیں وہ ان سے کروا لیتے ہیں۔ لہذا میں اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں بلکہ اس میں یہ کہتا ہوں کہ اس کو مذاکرات کے ذریعے سے ایک فورس سے دو دہائیوں سے لڑائی جاری ہے جو آج تک ختم نہیں ہو سکی ہے نہ ختم ہونے کا نام لے رہی ہے اور آگے بڑھ رہی ہے اور مزید تیز ہو رہی ہے دو سال سے پاکستان کے ٹرائیبل ایریا کو دیکھ لیں سب کو لپیٹ میں لے لیا ہے اب مجھے یہ ڈر ہے جو بلوچستان کے پشتون ایریا میں ان کو پہلے وہ لپیٹ میں لیں گے ہم لوگوں کو اپنا بھی خطرہ ہے یہ نہیں ہے کہ وہ طالبان کے نام پر کسی کے خلاف ہو اگر ان کو خطرہ ہے تو ہماری حکومت سے ہماری فورسز سے ہے ان کو وہ چیلنج بھی کریں گے ان کو پکڑنا ہے پکڑ بھی لیں گے لیکن یہ خود وہاں سے حملے کرنا ایک تو یہ زیادتی ہے اس سے مسئلہ حل نہیں ہوگا بلکہ یہ مسئلہ اور الجھتا جا رہا ہے اور علاقے اس میں آ رہے ہیں کل تک یہ لڑائی افغانستان میں تھی آج پاکستان میں بھی ہو رہی ہے۔ پاکستان میں یہی لڑائی جاری ہے۔ تحریک التواء جو آگے آ رہی ہے کہ طالبان یہ کہتے ہیں کراچی میں جو پشتونوں کے خلاف شروع ہو رہا ہے وہی اسی طالبان کے نام پر ہو رہا ہے لہذا اس کے اوپر پچھلے سال بھی ایک جرگہ ہوا تھا افغانستان میں اور اس کے بعد ابھی اسلام آباد میں ہوا ہے جس میں افغانستان کے نمائندے بھی تھے۔ وہاں پر ایک متفقہ رائے تھی افغانستان والوں کی اور ہماری بھی کہ مذاکرات کے ماسوائے اور کوئی راستہ ہی نہیں ہے۔ مذاکرات کے ذریعے اس عمل کو ختم کیا جائے اور یہ ایک جو ہیجان برپا ہے لڑائی ہو رہی ہے جو مزید آگے بڑھ رہی ہے بجائے پیچھے ہونے

کے۔ اس کو روک کر ختم کیا جائے۔ لہذا میں اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں شکریہ۔

جناب سپیکر: سید احسان شاہ صاحب!

سید احسان شاہ (وزیر صنعت و حرفت): شکریہ جناب سپیکر! جو زیر بحث قرارداد ہے سینئر منسٹر مولانا واسع صاحب کی اور ان کے دوستوں کی۔ یقیناً جس تشویش کا اظہار ہمارے ان دوستوں نے کیا ہے یہی تشویش بلوچستان میں جو پارٹیاں اس وقت اسمبلی میں موجود ہیں یا وہ پارٹیاں جو اس وقت اسمبلی سے باہر ہیں سب کو اس بات کی تشویش ہے اور اس بات کی فکر ہے جناب والا! مجھ سے پہلے جس طرح دوستوں نے کہا ہے کہ یہ امریکوں کا ایک طریقہ ہے جب وہ کچھ کرنا چاہتے ہیں تو اس علاقے میں ذہنی طور پر لوگوں کو یا اس کاری ایکشن معلوم کرنے کے لئے پہلے میڈیا کے حوالے سے اخبارات کے حوالے سے الیکٹرانک میڈیا کے حوالے سے ٹی وی چینلوں میں آہستہ آہستہ اس بات کو اجاگر کرتے جاتے ہیں پھر دیکھتے ہیں کہ اس کاری ایکشن کیا آتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ایک زندہ قوم ہونے کے ناطے ہم سب کو مل بیٹھ کر اور تمام اختلافات ایک طرف رکھ کر کہ اس مسئلے پر کم از کم متفق ہو جائیں کہ جی یہ ہمارا اپنا مشترکہ مسئلہ ہے مستقبل کا معاملہ ہے یہ ہمارے بچوں کا معاملہ ہے یہ ہمارے مادر وطن کا معاملہ ہے تو اس پر تمام پارٹیاں اپنے سارے اختلافات بھلا کر میں تو یہ دعوت دیتا ہوں کہ اسمیں کوئی ایک پارٹی پہل کرے جے یو آئی ہو بی این پی (عوامی) ہو اور کوئی پارٹی ہو اس پر پہل کرے اس پر کانفرنس ہو سب پارٹیوں کو دعوت دی جائے ان کی آراء لی جائیں تاکہ ہم دنیا کو یہ بتا سکیں کہ جی ہم اپنے گھر کے معاملے میں سب متفق اور یکجا ہیں۔ اور جناب والا! جہانیک امریکہ کی بات ہے وہ جس طرح افغانستان میں آیا ہے جس طرح وہ خلیج میں آیا ہے مجھے یہ بات اچھی طرح یاد ہے میر غوث بخش بزنجو (اللہ ان کو جنت دے) کراچی پریس کلب میں ان کا خطاب تھا اور انہوں نے اس وقت کہا تھا حالانکہ یہ اس وقت کسی کو یہ اندازہ نہیں تھا لیکن وہ امریکہ کے ارادے بھانپ گئے تھے کہ وہ خلیج میں آ کر بیٹھنا چاہتا ہے اور وہاں پر اپنا اڈا بنانا چاہتا ہے تو میر صاحب نے اس وقت کہا کہ وہ دن زیادہ دور نہیں کہ امریکہ کسی حوالے سے آ کر بیٹھ جائے گا اور یہاں تیل کی دولت پر اور یہاں کے جو چھوٹے حکمران ہیں ان کی سرکوبی کے لئے وہ آ کر یہاں موجود ہوگا اور ہم نے یہ دیکھا کہ امریکہ نے یہ پلان کیا کہ تین چار سال کے بعد وہ سعودی عرب اور کویت جیسے علاقوں میں آ کر موجود رہا ہے صدام حسین کی جناب! بات کی جاتی ہے ایرانی انقلاب کے بعد وہ تمام عرب ممالک اور تمام دنیا کے ہیرو تھے اور صدام حسین نے یہ دعویٰ کیا کہ یہ جو ایران میں انقلاب آیا ہے اس کے اثرات تو تمام عرب دنیا میں پھیل جاتے اگر میں ایران کا دفاع نہیں کرتا اور ایران کے ساتھ میری جنگ نہ ہوتی آٹھ سال کی۔ اور اس وقت یہی

صدام حسین امریکہ کے بھی ہیرو تھے امریکی خود آ کر وہاں اس سے ملتے تھے ان سے باتیں ہوتیں اور ان کو اسلحہ بھی امریکہ نے دیا تھا ایران کے خلاف۔ جناب! جہاں امریکہ کے اپنے مفاد ہوتے ہیں وہاں سب کچھ ٹھیک ہوتا ہے لیکن جہاں اس کے مفادات کے خلاف کوئی بھی ہو جائے تو وہاں اس قسم کے ڈرون حملے اور اس قسم کی فوجیں بھیجنا اور طاقت کا استعمال۔ یہ ہم سب کے سامنے ہے اس نے کیا حشر کیا ہے عراق کا۔ جناب والا! صدام حسین کا گناہ صرف یہ تھا کہ وہ سمجھ گئے تھے کہ یہ ہمارے خیر خواہ نہیں ہے اور عرب نیشنلزم کے نام پر جو اس نے علم بلند کیا تھا وہ آخر تک اس کو چلنے کے لئے تیار تھے اور انہوں نے کہا کہ بس ہو گیا ہے جتنا ہم نے آپ کو دے دیا ہے جتنا ہم نے آپ سے کام لینا تھا لے لیا ہے اس کے بعد آپ ہمارے حکم کے تابع ہونگے۔ جب انہوں نے اعتراض کیا یا انکا حکم نہیں مانا تو ہم نے دیکھا کہ اس پر طرح طرح کے الزامات لگے۔ کیمیائی ہتھیار وہاں پر ہیں ایٹمی ہتھیار وہاں پر ہیں مولوی صاحب نے جس طرح کہا کہ وہی صدام حسین جو اس کے اپنے لہسنی میزائل تھے اصل میں وہ عراق کے اپنے بنائے ہوئے میزائل نہیں تھے وہ اسلڈ میزائل تھے ریشیاء کے۔ ان کو انہوں نے کچھ تبدیل کیا تھا تا کہ ان کی اسرائیل تک مار ہوان کو لہسنی میزائل کا نام دیا تھا اور وہی میزائل خود اپنے ہاتھوں تباہ کئے اور پوری دنیا نے دیکھا کہ عراقی ٹی وی میں روز آ رہا تھا کہ تباہ ہو رہے تھے۔ لیکن چونکہ وہ حکمران امریکہ کے لئے ناپسندیدہ تھے ان کے قابل قبول نہیں تھے ان کا جو حشر کیا وہ ہم سب کے سامنے ہے اور اس کے ساتھ ساتھ جو مالک ہیں وہاں تو بھی اس قسم کی حکومت ہے اور بعث پارٹی کی بات ہے جہاں تک جناب والا! عراق کی بعث پارٹی کی اس وقت بھی مصر میں حکومت ہے، بعث پارٹی کی اس وقت بھی شام میں حکومت ہے بعث پارٹی تو تمام عرب دنیا میں تھی اور اس وقت لیبیا میں بھی ہے لیکن اُس کو کوئی کچھ نہیں کہتا اسلئے کہ کوئی compromise کر جاتا ہے تو ٹھیک ہے کوئی compromise نہیں کرتا تو اُن کے لئے سوائے ملیامیٹ کرنے کے اور کوئی option نہیں ہوتا تو میں نے جن باتوں کا اظہار کیا جناب والا! جو میری گزارشات ہیں میں تمام دوستوں سے تمام پارٹیوں سے اور تمام قبائلی عمائدین سے یہی التجا کرتا ہوں اور خاص طور پر چیف آف ساراوان اور چیف آف جھالاوان سے کہ وہ اپنے اثر و رسوخ کو بھی استعمال کریں کہ کوئی ایسی کانفرنس بلائیں کوئی ایسی لوگوں کے اندر اعتماد لائیں تاکہ یہ message باہر جائے کہ جی اس معاملے میں کوئی تفرقہ نہیں ہے اور ہم تمام ایک ساتھ ہیں۔ شکر یہ جناب سپیکر!

جناب سپیکر: جی عبدالحق بشر دوست صاحب!

جناب عبدالحق بشر دوست (وزیر ہلدیات): (عربی) جناب سپیکر صاحب! محترم اراکین اسمبلی جو قرارداد

پیش ہوئی ہے اس میں شک نہیں کہ یہ ایک بہتر قرارداد ہے اور دشمن کے حملے کرنے سے پہلے اُس کیلئے تیاری کر لینی چاہئے لیکن اگر اس قرارداد میں سردار ثناء اللہ زہری سید احسان شاہ صاحب یا دوسرے جعفر خان جیسے لوگوں کے نام شامل کئے جاتے تو یہ قرارداد ایک ایسی قرارداد بن جاتی جس سے یہ تاثر ملتا کہ اس قرارداد میں تمام لوگ شامل ہیں لیکن تنگ نظری سمجھے جو کچھ ہے وہ تو اپنی جگہ پر لیکن میں اس پر بولوں گا کہ امریکہ نے جو دھمکی دی ہے یا جو فیصلہ کیا ہے یا اُن کا جو ارادہ ہے کہ کوئٹہ سے ٹروپ تک ڈرون حملے کئے جائیں یہ ایک بہت گھناؤنا اور غلیظ قسم کا فیصلہ ہے جتنی بھی اس کی مذمت کی جائے وہ کم ہے اس کے ساتھ ہی دنیا کی تاریخ پر اگر نظر دوڑائی جائے تو کہیں بھی کسی قوم کو بزور بازو یا بزور شمشیر غلام نہیں بنایا جا سکا اب تک اگر وہ لوگ یہ سمجھتے ہیں تو اُن کو جا کر عراق میں دیکھنا چاہئے کہ کیا اُن لوگوں نے عراقیوں کو غلام بنایا ہے اُن کو فلسطین میں جا کر دیکھنا چاہئے کہ کیا اُن لوگوں نے فلسطینیوں کو غلام بنایا ہے اُن کو جا کر اسی افغانستان میں دیکھنا چاہئے کہ کیا اُنہوں نے اپنا B.52 اور ڈرون حملے وغیرہ ساروں کو استعمال کر کے اب تک افغانستان کو زیر کیا ہے یا نہیں اس طرح کی بات نہیں ہے اگر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہاں پر حملہ کر کے وہ اپنے مقاصد حاصل کر لیں گے تو یہ اُس کی غلط فہمی ہے اور پھر یہ صوبہ دو قومی صوبہ ہے اس صوبے میں آپ کو معلوم ہے کہ افغانستان سے ملحقہ پاکستان سے ملحقہ جو صوبہ ہے افغانستان کا صوبہ بلخند وہاں تمام کے تمام بلوچ رہتے ہیں اور سب سے شدید مزاحمت بھی بلخند میں ہو رہی ہے اور وہاں پر وہ لوگ شہید بھی ہو رہے ہیں اور وہاں پر وہ لوگ بہادری کے کارنامے بھی انجام دے رہے ہیں لہذا اس قرارداد میں میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے تمام بلوچ بھائیوں کو بھی شامل کرنا چاہیے تھا میں شکر یہ ادا کرنا چاہتا ہوں سید احسان شاہ صاحب کا کہ اُنہوں نے اپنے مثبت انداز میں اس پر اظہار خیال کیا جناب سپیکر! امریکہ صرف بلوچستان میں حملہ نہیں کرنا چاہتا ہے امریکہ نے افغانستان میں جو ظلم کا بازار گرم کر رکھا ہے وہاں پر بھی سویلین لوگوں کو نشانہ بنایا گیا ہے اور وہاں کے صدر حامد کرزئی بولتے رہے اور اُن کے آنسو ٹیلی ویژن سکرین پر دکھائے گئے کہ وہ بہتے رہے اور وہ یہ کہتے رہے کہ سویلین کو مارا جا رہا ہے کہیں شادی پر بمباری کی جا رہی ہے کہیں ایک عام گھر کو نشانہ بنایا جا رہا ہے کہیں مسجد کو نشانہ بنایا جا رہا ہے کہیں مدرسے کو نشانہ بنایا جا رہا ہے لوگ اتنے پاگل تو نہیں ہیں کہ وہ مدرسے کی بلڈنگ سے لڑتے ہیں لوگ اتنے پاگل تو نہیں ہیں کہ وہ گھروں کی بلڈنگ سے لڑتے ہیں وہ تو جا کر مورچوں میں بیٹھے ہوئے ہیں وہ ایک گوریلا جنگ لڑ رہے ہیں وہ گوریلا جنگ مسجدوں میں نہیں لڑی جاتی وہ گوریلا جنگ گھروں میں نہیں لڑی جاتی گوریلا جنگ کا ایک اصول ہے مارو اور بھاگو لیکن اس کے باوجود وہاں پر سویلین کو نشانہ بنایا گیا صوبہ پشتونخواہ میں فائنا کے قبائل کو جس انداز میں ڈرون حملوں کے

ذریعے اُن کو مارا گیا اُن کو شہید کیا گیا ساری دنیا اُس کو دیکھتی ہے اور اُس کی مذمت کرتی ہے لیکن اس کے علاوہ بعض اوقات جیسے لوگ اُس کو خودکش حملے کہتے ہیں اُن خودکش حملوں کی صورت میں بعض اوقات کچھ واقعات ہو جاتے ہیں کربلا میں مدرسے پر جو حملہ کیا گیا اُس میں دو افراد کو گرفتار کیا گیا میں مولانا شیرانی صاحب کے پاس گیا تھا اُنکی خیریت دریافت کرنے کیلئے انہوں نے کہا کہ مجھے ایک بہت اعلیٰ آفیسر نے ایک بہت بڑے درجے کے آفیسر نے مجھے بتایا کہ دو آدمیوں کو گرفتار کیا گیا ہے لیکن پھر اس کے بعد انکو چھوڑ دیا گیا ہے وہ کون ہیں اُنہیں کیوں چھوڑ دیا گیا ہے ہماری اس اسمبلی میں موجود ایک معزز رکن نے کہا کہ ہم دو دن بعد دو لوگوں کے نام بتائیں گے لیکن آج تک نہیں بتایا گیا وہ کون ہیں اور اس طرح کی غلط فہمیاں اگر لوگوں میں پیدا کی جا رہی ہیں تو اس کا مقصد یہ ہوگا کہ آخر کار یہ بات کہاں تک پہنچے گی لیکن بات اس چیز کی ہے اور ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم لوگ اگر خود متفق اور متحد نہیں ہونگے تو یہ حملے ہم لوگوں پر ہوتے رہیں گے اور ان حملوں میں ایک آدمی نہیں مرے گا ایک قوم کے افراد نہیں مریں گے ایک خطے کے افراد نہیں مریں گے اور پھر جو لوگ امریکی ڈرون حملوں کی حمایت کریں گے اس کے بدلے میں اُن کو بھی پھول کے گلدستے پیش کئے جائیں گے اُن کو بھی مطلب وہ چیز پیش کئے جائیں گے اگر وہ ان کے مرنے پر ہنستے ہیں یا خوش ہوتے ہیں تو ان کے ساتھ بھی یہی رویہ رکھا جائے گا جناب سپیکر صاحب! آپ کو معلوم ہے کہ جس طرح سید احسان شاہ صاحب نے بھی کہا کہ عراق پر بھی اسی بہانے سے حملہ کیا گیا کہ وہاں پر خطرناک اسلحہ ہیں افغانستان پر اسلحے حملہ کیا کہ اُنہوں نے ٹاور پر حملہ کیا اس طرح کا پاکستان میں بھی ڈرامہ رچایا جا رہا ہے اور آپ کو معلوم ہے کہ امریکہ وہ طاقت ہے جو طاقت کی زبان سمجھتا ہے۔

جناب سپیکر: Thank you sir!

وزیر بلدیات: جناب والا! بہت سے لوگ گھنٹے گھنٹے تک بول چکے ہیں مجھے پانچ، دس منٹ دے دیں میں بتانا چاہتا ہوں کہ امریکہ طاقت کی زبان سمجھتا ہے امریکہ نے وینزویلا، زمبابوے اور کیوبا پر حملہ کیوں نہیں کیا وہ سمجھتے ہیں کہ یہاں سے ہم لوگوں کو جواب ملا حتیٰ کہ وینزویلا کے ہوگو شاوز نے صاف صاف کہہ دیا اقوام متحدہ کے اندر کہ جس جگہ میں کھڑا ہوں جب وہ اقوام متحدہ میں تقریر کر رہے تھے اس سے دس منٹ پہلے یہاں پر ایک شیطان کھڑا تھا خطاب کر رہا تھا تو اس کو بھی کچھ نہیں کہا گیا اور اس طرح کیوبا کے فیڈرل کاسٹرو آج تک جی رہے ہیں اُسے نہیں مارا گیا ہے لیکن کیا مسئلہ ہے کہ ہم لوگوں پر حملے ہو رہے ہیں کیا مسئلہ ہے کہ ہم لوگوں پر اتنا ظلم رکھا جا رہا ہے میں آپ جناب! سے اپیل کرتا ہوں اس سارے ایوان سے اپیل کرتا ہوں کہ بلوچستان ہم سب کا

گھر ہے چائے وہ کوئٹہ سے ژوب تک ہو یا پھر کوئٹہ سے گوادرتک ہو یہاں جب لوگوں پر سیلاب آتا ہے تو بھی ہم غم میں برابر کے شریک ہیں زلزلہ آتا ہے تو بھی ہم غم میں برابر کے شریک ہیں اگر حملہ ہوتا ہے تو پھر بھی ہم برابر کے شریک ہیں میں آپ لوگوں سے اپیل کرتا ہوں کہ متفقہ طور پر اس قرارداد کو پاس کریں اور امریکہ کے خلاف اس کی مذمت کریں۔

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ آیا قرارداد منظور کی جائے؟ (قرارداد متفقہ طور پر منظور کی گئی)

جناب سپیکر: قرارداد منظور ہوئی، سردار صاحب بہت کارروائی ہے آپ کو کہیں اور موقع دیتا ہوں قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی آپ کے بھی جذبات اس میں شامل ہیں۔

میر اسد اللہ بلوچ اور ڈاکٹر فوزیہ نذیر مری صاحبہ میں سے کوئی ایک اپنی مشترکہ قرارداد نمبر 25 پیش کریں۔  
جی شاہ صاحب!

سید احسان شاہ (وزیر صنعت و حرفت): جناب سپیکر! میرے خیال میں اگر اس قرارداد میں ہمارا نام بھی آجائے میرا بھی اسد اللہ کا بھی بی این پی عوامی کے دوستوں کا اور جہاں تک سردار صاحب۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: سیکرٹری اسمبلی ڈرون حملوں کے حوالے سے جو مولانا واسع اور ساتھیوں کی قرارداد ہے جو بھی اس میں شامل ہونا چاہتا ہے آپ اس کا نام ڈال دیں۔ سردار صاحب اب ہو گئی قرارداد منظور آپ کسی اور پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہو کر بول دینا، ٹھیک ہے جو بھی ہو سیکرٹری اسمبلی کو نام دیں جب یہ قرارداد بھیجی جائے گی وزارت خارجہ کو تو وہ تمام نام شامل کئے جائیں اس میں۔ میرا اسد اللہ بلوچ اور ڈاکٹر فوزیہ نذیر مری صاحبہ میں سے کوئی ایک اپنی مشترکہ قرارداد نمبر 25 پیش کریں۔

### مشترکہ قرارداد نمبر 25

ڈاکٹر فوزیہ نذیر مری (ممبر پاکستان نرسنگ کونسل): شکر یہ جناب سپیکر! ہر گاہ کہ تلور و دیگر نایاب پرندوں کی نسل کشی رکوانے اور انکی بقا کے پیش نظر صوبہ بلوچستان میں تلور کے شکار پر عرصہ سے پابندی ہونے کے باوجود صوبائی حکومت کے علم اور صوبائی حکومت کو اعتماد میں لینے بغیر وفاقی حکومت غیر ملکی حکمرانوں اور زعماء کو بلوچستان میں تلور کا شکار کھیلنے کی نہ صرف اجازت بلکہ انہیں باقاعدہ ایریا لائٹ کرتی آرہی ہے۔ جو صوبائی خود مختاری کے تقاضوں کے سراسر منافی اور بد اعتمادی کی فضا جنم لینے کا باعث بھی ہے چونکہ صوبہ ایک مخصوص حساس نوعیت کی قبائلی معاشرے کا حامل ہونے کی بناء پر وفاقی حکومت کی جانب سے غیر ملکیوں کو براہ راست تلور کے شکار کی اجازت دینے سے قبائلی رسم و رواج کے ساتھ ساتھ چادر اور چادر یواری کے تحفظ میں مضمر امن و امان کا مسئلہ پیدا

ہونا ایک فطری اور ناگزیر خدشہ ہے۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ وفاقی حکومت صوبائی خود مختاری میں مداخلت کے مترادف اقدام کے طور پر صوبائی حکومت کی اجازت کے بغیر تلور کے شکار کی براہ راست کسی بھی غیر ملکی کو اجازت نہ دی جائے اور پہلے سے دیئے گئے اجازت نامے کو فوری طور پر منسوخ کرے کیونکہ آئین پاکستان کے تحت صوبے کو اپنی سر زمین پر اجازت کا یہ اختیار صوبائی حکومت کا حق ہے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: مشترکہ قرارداد نمبر 25 پیش ہوئی۔ محرکین میں سے کوئی اس کی admissibility پر بات کریں سردار اسلم صاحب! آپ اس پر اگر بات کرنے کی خواہش رکھتے ہیں تو آپ ڈرون حملوں کا بھی تذکرہ کر لیں آپ کو میں خصوصی اجازت دیتا ہوں۔ جی اسد بلوچ صاحب!

میر اسد اللہ بلوچ (وزیر زراعت): Thank you جناب سپیکر صاحب! جہاں تک اس قرارداد کی اہمیت کا تعلق ہے ہم ایک فیڈریشن میں رہتے ہیں اس ملک کی چار اکائی ہیں بلوچستان ایک اکائی ہے اس ملک کی اور 73ء کے آئین کی خالق پیپلز پارٹی ہے جو اس وقت اس کی گورنمنٹ ہے اور اس میں واضح طور پر کچھ صوبائی خود مختاری کے حوالے سے جو ضمانت دی گئی ہے 73 نئے آئین میں اُن کی violation کی جارہی ہے 73 نئے آئین میں واضح لکھا ہے کہ زمین صوبے کی ملکیت ہے اگر سنٹرل گورنمنٹ کو کہیں بھی زمین کی ضرورت ہوتی ہے تو رجوع کرتی ہے صوبائی حکومت سے اُن کو کہیں زمین دی جاتی ہے جب وفاقی گورنمنٹ کو ایک انچ زمین اس صوبے میں نہیں ہے تو وہ کہاں غیر ملکوں کو یہ زمین شکار کیلئے الاٹ کر سکتی ہے یہ غیر قانونی غیر آئینی عمل ہے جو شروع سے دہائیوں سے ہوتا چلا آ رہا ہے۔ جناب سپیکر صاحب! عرب شیخ ہیں اُن کے پاس پیسے ہیں شکار کھیلتے ہیں لیکن جو رسم اور ہمارے جو رواج ہیں یہ جب اپنی گاڑیوں کیساتھ آتے ہیں بڑا کارواں لیکر آتے ہیں تو اُن کو تلور کے سوا اور کچھ نظر نہیں آتے ہیں اُن کے مارنے کے لئے بہت سی دفعہ ڈسٹرکٹ منیجر اور باقی جگہ جہاں اُن کو الاٹ کی گئی ہے میں خود گیا ایک دفعہ تو ایف سی والوں نے مجھے روکا کہ آپ آگے نہیں جاسکتے ہیں۔ لوگوں نے مجھے مینڈٹ دیا ہے میں اسی سر زمین اسی علاقے سے میں نے جنم لیا میری اپنی خاک ہے میرا مدروطن ہے میرا اس سے نانا ہے۔ اگر کسی کی application آتی ہے مرکزی گورنمنٹ صوبائی حکومت کو لکھے کہ ان کو اجازت دے یا نہ دے ہم یہ نہیں کہہ سکتے ہیں کہ جو ہمارے ہمسایہ ممالک ہیں ان سے ہم اپنے تعلقات خراب کریں گے یا پرسنل ہم کسی پرائیک کرنا چاہتے ہیں لیکن اس اسمبلی نے بہت سی ایسی چیزوں کی وضاحت کی ہے جو ہم نے یہ ثابت کیا ہے کہ یہ صوبہ ہمارا ہے ہمارا مدروطن ہے پاکستان کے آئین کے دائرے میں رہتے ہوئے جو

ہمارے fundamental حقوق ہیں وہ ہمیں دیئے جائیں اس لئے ہم کہتے ہیں کہ اگر آپ یہ رولنگ دے دیں شکار کے حوالے سے جہاں سے جو ذمہ دار یہ ان کو الٹ کر رہے ہیں وہ آکر ہمیں coveyance کریں کس آئین کے تحت آج اگر آپ اس پر رولنگ دے دیں آپ کی بہت بڑی مہربانی ہوگی اور ہماری صوبائی خود مختاری کے حوالے سے ایک بہت بڑا احترام ہوگا اس صوبے کے لئے بہت اچھی بات ہوگی Thank you جناب سپیکر صاحب!

جناب سپیکر: جی عین اللہ شمس صاحب!

جناب عین اللہ شمس (وزیر صحت): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ہمارے محترم نے قرارداد پیش کی ہے اور کل وہاں کیبنٹ میٹنگ میں بھی بات ہوئی اور آج اس ایوان میں بھی اس پر بحث ہو رہی ہے اور ظاہر ہے ہم اس کی بھرپور حمایت کرتے ہیں اور ہم یہ گزارش کرنا چاہیں گے کہ اگر سعودی حکمران، دبئی اور ابوظہبی کے حکمران یہاں آتے ہیں اور ہمارے اپنے علاقے کے لوگوں کو دوسرے یا ضمنی حیثیت ملتی ہے تو یہ نہ صرف ہمارے وقار کے منافی ہے بلکہ آزادی کے بھی منافی ہے چار روز پہلے ہمارے ایک محترم وزیر کے ساتھ ایک سانحہ ہوا وزیر صاحب جا رہے تھے ان کے آگے پیچھے سکوڈ تھے اور جھنڈا لگا ہوا تھا ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ پہلے ان کو سلوٹ کرتے پھر اگر کوئی لازمی بات ہوتی تو ان سے پوچھ لیتے لیکن ان پر بندوق تھان لی تھی اور کہا تھا کہ آپ نہیں جاسکتے ہیں حالانکہ وہ وہاں کا elected person تھا وہاں سے منتخب ہوا تھا بد قسمتی سے عرب پتہ نہیں ہمیں کیوں دوسرے درجے کا شہری سمجھتے ہیں ہماری اپنی سرزمین پر حالانکہ اب سعودی سے حج کر کے ہمارے دو حجاج کرام ایک کا تعلق کچلاک سے ہے اور دوسرے کا تعلق قلعہ عبداللہ سے ہے ان کو بالکل exit point پر انہوں نے روکا اور ہمارے وزارت خارجہ نے دو تین بار ان سے پوچھا بھی ہے لیکن آج تک انہوں نے یہ گوارا نہیں کیا ہے کہ سعودی گورنمنٹ ہمارے ان دو زندہ سلامت حاجیوں کے بارے میں کوئی اطلاع فراہم کر دے یا ہمیں یہ بتائے کہ کس جرم میں ان لوگوں کو گرفتار کیا گیا ہے تو جو بھی معاملہ ہو وہ برابری کی بنیاد پر ہو کوئی supremacy نہ ہو کوئی رولنگ نہ کوئی ہمیں اچھوت کی نظر سے نہ دیکھے کوئی دوسرے درجے کے شہری کی نظر سے نہ دیکھے یا ہمارا علاقہ ہے جس میں ہم رہتے ہیں یہ ہمارے آباؤ اجداد کا وطن ہے چاہے جو بھی اس کا نام تھا آج بھی ہے کل بھی تھا ہم نہیں چاہیں گے کہ کوئی دوسرا پردیس آئے اور ہم پر اس طرح کے اثرات نافذ کر لے کہ ہمارے لوگ اس پر بے گھر بنیں اور اس کی خیرات مانگیں ان چیزوں سے ہمارا استحقاق بھی مجروح ہوتا ہے اور ہماری سالمیت بھی متاثر ہوتی ہے لہذا میں یہ چاہتا ہوں اور گزارش کروں گا کہ وفاق سے مطالبہ کیا جائے کہ آئندہ کے لئے کوئی الاٹمنٹ نہ کی جائے

جس سے ہماری sovereignty پر ہماری عزت پر ہمارے وقار پر آنچ آتی ہو۔ Thank you

جناب سپیکر: Thank you جی احسان شاہ صاحب! احسان شاہ صاحب پھر حبیب محمد حسنی صاحب۔

سید احسان شاہ (وزیر صنعت و حرفت): ہمارے بی این پی (عوامی) کے دوستوں میرا سدا اللہ بلوچ صاحب نے اور ڈاکٹر فوزیہ مری صاحب نے جو قرارداد پیش کی ہے یقیناً جناب والا! یہ صوبے کے لئے اہمیت کی حامل ہے اہمیت کی حامل میں اس لئے کہوں گا کہ اس سے متعلق جو چیزیں ہو رہی ہوتی ہیں on ground جس ڈسٹرکٹ میں یہ باہر کے dignitaries آتے ہیں وہاں پر جناب والا! اس ڈسٹرکٹ کے لوگوں کو یا کم از کم جہاں پر شکار ہو رہا ہوتا ہے اس کے آس پاس کے لوگوں کو یہ محسوس ہوتا ہے کہ وہ جس طرح مولانا صاحب نے کہا کہ وہ دوسرے درجے کے شہری ہیں اپنے ملک میں اپنے ڈسٹرکٹ میں اپنی زمین پر ہوتے ہوئے اور جناب والا! یہ ایک احساس ہوتا ہے عزت نفس مجروح ہونے کا تو میری گزارش ہوگی کہ چونکہ اس ملک میں بہت سارے غلط طریقے رائج ہیں حالانکہ یہ hunting کا مسئلہ شکار کا معاملہ یہ مکمل طور پر صوبائی subject ہے فیڈرل گورنمنٹ کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے لیکن پچھلے تیس چالیس سال سے ایک غلط طریقہ چلا آ رہا ہے اس کا طریقہ کار یہ ہے کہ جی وہ اپروچ کرتے ہیں ہماری مرکزی حکومت کو اور مرکزی حکومت ان کے ایمپیسڈ رپر لکھتی ہے ہمارے فارن آفس کو اس طرح وزیراعظم صاحب کو وہاں سے الاٹمنٹ ہوتی ہے صوبے کو صرف اطلاع دی جاتی ہے کہ جناب یہ فلاں صاحب آپ کے علاقے میں آرہے ہیں انکی سیکورٹی اور انکا تحفظ کا آپ خیال رکھیں تو جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ بجائے اس کے صوبے کو محض یہ اطلاع دی جائے کہ جی آپ فلاں صاحب کی حفاظت پر معمور کریں اپنی فورسز بہتر یہ ہوگا کہ صوبائی حکومت کو اعتماد میں لے کر اور جو ضوابط اور قانون اس کے لئے بنائے گئے ہیں ان پر عملدرآمد بھی ہو جناب! مثال کے طور پر اس وقت بھی ایک شکار کے لئے 100 تلور سے زیادہ کی اجازت نہیں لیکن جناب والا! یہاں تو ہم سب جانتے ہیں کہ جب وہ یہاں آجاتے ہیں اس جنگل میں یا اس شکار گاہ میں آخری دانے تک وہ نہیں چھوڑتے تو اس کے ساتھ ساتھ جہاں تک کہ ہمارے یہ ہمیں اعتماد میں لیا جائے صوبے کو اعتماد میں لیا جائے اور ساتھ ساتھ اسکے جو ضوابط ہیں ان کے لئے بھی اگر ضوابط بنائے جاتے ہیں تو صوبائی حکومت کو مل کر میرا خیال ہے کہ وہ اعتماد میں لیں اور میں تو یہ کہوں گا جناب والا! اس قرارداد کے توسط سے کہ باقی جو ہمارے تین صوبے ہیں وہ بھی آواز اٹھائیں وہاں پر بھی یہ لوگ جاتے ہیں وہاں پر بھی شکار ہوتے ہیں تو میری گزارش یہ ہوگی کہ مکمل طور پر صوبائی معاملہ ہے لہذا اس کو صوبے کے ساتھ وفاق بیٹھ کر حل

جناب سپیکر: حبیب محمد حسنی صاحب!

میر حبیب الرحمن محمد حسنی (وزیر پی و اس اور QGWSP): شکر یہ جناب سپیکر! اسد بلوچ صاحب نے جو قرارداد پیش کی ہے میں سمجھتا ہوں کہ بہت ہی اہم قرارداد ہے اس کے حوالے سے جناب سپیکر! میرا جو علاقہ ہے بلوچستان میں سب سے بڑی شکار گاہ وہی کہلاتا ہے جہاں xxxxxxxx کوالاٹ ہے گزشتہ میرے خیال میں تیس، پینتیس سال پہلے الاٹ ہو گئی تھی فیڈرل گورنمنٹ سے ابھی وہاں پر تقریباً دس پندرہ سالوں سے وہ آ بھی نہیں رہے ہیں مگر پورے علاقے میں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کسی foreign dignitary کو by name یہاں پر discuss نہ کریں جنرل آپ ایک پالیسی بیان کریں۔

وزیر پی و اس اور QGWSP: سر! اس میں، میں یہ بتا رہا ہوں۔

جناب سپیکر: لیکن آپ جنرل کریں یہ It's against the rule یہ نام حذف کیا جائے۔

وزیر پی و اس اور QGWSP: ابھی یہ جن لوگوں کو الاٹ ہیں وہ گزشتہ دس پندرہ سال سے وہاں پر آ بھی نہیں رہے ہیں شکار کے لئے مگر پورے علاقے میں ان کے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں پورے علاقے کو محاصرہ کیا گیا ہے شکار کے دوران محاصرہ کیا جاتا ہے وہ ایک بلوچی دیہاتی علاقہ ہے وہاں پر جو انہوں نے بند رکھے ہیں شکار روکنے کے لئے وہ بھی باہر سے آتے ہیں وہاں پر لوگوں کی جو عزت نفس ہے چادر اور چادر دیواری کا جو وہاں پر مسئلہ ہو رہا ہے اس پر کافی لوگوں میں تشویش پائی جاتی ہے اور اسکے علاوہ تلور کی جو نسل کشی کی جاتی ہے وہ ایک الگ بات ہے ان کو اجازت ہے 100 تلور مارنے کی اور وہ بھی سال بھر میں شکار کرنے کے دن ہوتے ہیں مگر ابھی بھی وہ کل مجھے بتا رہے تھے کیبنٹ کی مینٹنگ میں امان اللہ نوتیزی صاحب چاغی میں اس دفعہ شیخ صاحب آئے تھے تو انہوں نے سات سو تلور مارے ہیں ان پر کوئی چیک نہیں ہے ہمارے جو فارسٹ ڈیپارٹمنٹ کے لوگ ہیں ان کا کوئی طریقہ ہے بھی نہیں وہ تیزی سے تلور کی نسل کو ختم کر رہے ہیں میں سمجھتا ہوں یہ صوبائی معاملہ ہے صوبے کو ملنا چاہے دوسرا اگر صوبے کو ملتا بھی ہے اس پر مکمل پابندی لگنی چاہے شکر یہ جناب سپیکر!

جناب سپیکر: جی جان علی چنگیزی صاحب!

جناب جان علی چنگیزی (وزیر کوالٹی ایجوکیشن): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سب سے پہلے آپ کا شکر یہ سر! یہاں

جو قرارداد پیش کی گئی میرا اسد بلوچ اور ڈاکٹر فوزیہ مری کی طرف سے میں اسکی حمایت کرتا ہوں یہاں دو باتیں اس

بخکم جناب سپیکر الفاظ xxxxxxxxxxxxxxxx کارروائی سے حذف کیے گئے

قرارداد میں خاص طور پر کہی گئی ہیں پہلی بات تو یہ ہے کہ شکار کی ہم اجازت دیتے ہیں یہ صوبائی معاملہ ہے اس حوالے سے میں یہ کہنا چاہتا ہوں، ہم نہیں چاہتے بلوچستان کے عوام کبھی یہ نہیں چاہتے ہیں کہ پاکستان کے اندر ایک اکائی ہونے کے ناطے ہم اور ہمارے جو ہمسایہ برادر ممالک ہیں انکے ساتھ پاکستان کے جو تعلقات ہیں وہ خراب ہوں خدا نخواستہ ایسی کوئی بات نہیں البتہ ہم یہ ضرور کہنا چاہتے ہیں وہ جو معاملہ جس کا تعلق بلوچستان سے ہے وہ ہمارے حوالے کر دیں یہ ہم ہرگز نہیں کہیں گے کہ ہم ان کو یہاں آنے کی اجازت نہیں دیں گے میں تو یہ کہتا ہوں کہ پہلے ہم قرارداد میں مرکز سے مطالبہ کر لیں یہ معاملہ ہمارے حوالے کر لے اسکے بعد پھر بلوچستان کی جو صوبائی اسمبلی ہے وہ متفقہ طور پر ایک ایسی قانون سازی کریں گی جس کے تحت بے شک یہ جو ہمارے دوست ممالک سے جو لوگ یہاں آتے ہیں وہ یہاں پر آ کر شکار بھی کر لیں پھر ساتھ ہی ساتھ جناب عالی! بات اس طرح ہے کہ اس وقت دنیا میں کچھ جانور ایسے ہیں جن کی نسلیں ختم ہو رہی ہیں باقی جو ممالک ہیں ان کی منصوبہ بندی ہوتی ہے کہ ایسے ناپید یا نایاب جانور کو وہ لوگ انکی حفاظت کریں اور ساتھ ہی ساتھ انکی نسل پروری کریں انکی پرورش کرتے رہیں تاکہ انکی تعداد میں اضافہ ہوتا رہے تلور ایک ایسا پرندہ ہے جو نایاب جانور یا پرندوں میں سے ایک ہے میں تو یہ کہتا ہوں کہ اس کے شکار پر کئی سالوں تک پابندی لگائی جائے جب تک کہ اسکی نسل یا اسکی تعداد اس حد تک نہیں پہنچتی پھر اسکے ساتھ جب بھی ہم شکار کی اجازت دیتے ہیں ایک مخصوص تعداد میں ان کو شکار کی اجازت دے دیں تاکہ انکی جو خوبصورتی ہے فطرت کی وہ بھی اپنی جگہ پر برقرار رہے اور میں نہیں سمجھتا کہ ایک آدمی کو 100 شکار کرنے کی اجازت ہے وہ بھی نا انصافی پر مبنی ہے آپ جناب سے گزارش ہے کہ اس کو قرارداد کی صورت میں ہم مرکز کے سامنے پیش کریں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ وزیر جنگلات!

مولوی عبدالصمد آخوندزادہ (وزیر جنگلات و جنگلی حیات): جناب سپیکر! آپ کا شکریہ محکمہ جنگلات اور جنگلی حیات کے ذمہ دار کی حیثیت سے یہ بات مجھے کہنی چاہئے تھی یہ تحریک جناب اسد بلوچ صاحب اور انکے ساتھیوں نے پیش کی ہے کل بھی کیبنٹ میننگ میں، میں نے اس حوالے سے بات کی ہے ہمارا محکمہ جنگلات اور جنگلی حیات بلوچستان کی حد تک بہت پسماندہ ہے اسکے ملازمین کی تعداد 1700 سو ہے پورے بلوچستان میں میں سب سے پہلے آپکے توسط سے یہ مطالبہ کرتا ہوں صوبائی گورنمنٹ سے کہ اس محکمہ کو دوسرے محکموں کے برابر لانے کے لئے اسکے ملازمین کی تعداد بڑھائی جائے اور یہ میں برملا کہتا ہوں اور جناب اسد صاحب کی اور باقی ساتھیوں نے جو تجاویز دی ہیں میں انکی بھرپور حمایت کرتا ہوں کہ فوری طور پر اس شکار پر پابندی عائد کی جائے۔

اور یہ یقیناً صوبائی معاملہ ہے کیونکہ جنگلی حیات کی حفاظت ہم کرتے ہیں لیکن جب شکار کا وقت آتا ہے تو وزارت خارجہ شکار یوں کیلئے زمین الاٹ کرتی ہے وہاں نہ مجھے بات کرنے کی اجازت ہے نہ ہمارے محکمہ کے سیکرٹری اور دیگر حضرات اگر اس پر وفاقی حکومت پابندی عائد کرتی ہے تو یہ بہت اچھی بات ہے کیونکہ تلور کے ساتھ ساتھ چکور کی نسل بھی ختم ہو رہی ہے تیترا ایک جانور ہے یہ تلور کے ساتھ ساتھ چکور کو بھی ختم کرتے ہیں اور تیترا کو بھی مار ڈالتے ہیں اور بھی جنگلی حیات کو نقصان پہنچایا جا رہا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس قرارداد کی بھرپور میں بھی تائید کرتا ہوں اور باقی ساتھی بھی تائید کر لیں اگر اس پر مکمل پابندی عائد ہوتی ہے تو یہ بہت اچھی بات ہوگی اگر نہیں ہوتی تو کم از کم صوبائی حکومت کو اس میں ضرور شامل کیا جائے۔

**Mr . Speaker:** Shall I put it for vote .

محترمہ عظمیٰ احد پیر علیزئی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: بی بی! آپ بات کرنا چاہیں گے؟

محترمہ عظمیٰ احد پیر علیزئی: جناب! میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ کیا شور کر کے ہی موقع مل سکتا ہے۔ یہ بٹن کس لئے ہوتے ہیں کیا اٹھ کر شور ضرور کرنا پڑے گا۔

جناب سپیکر: نہیں آپ بات کریں۔

محترمہ عظمیٰ احد پیر علیزئی: جناب! میں یہ بات کرنا چاہتی ہوں جب قرارداد کی بات آتی ہے اس پر تقریر کی اجازت نہ دی جائے جب تک وہ منظور نہ ہو جائے اور لوگ بات کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ جناب! میں یہ عرض کرتی ہوں کہ یہ تمام صوبائی معاملات ہیں ان کا اختیار صوبائی گورنمنٹ کو دیا جائے۔ اور جو کچھ فیصلہ قرار دیا تھا اس کا جس پر مندوخیل صاحب نے کہا تھا ہم ویسے تو گلے شکوے کر کے بیٹھے ہوئے ہیں کبھی جہاد کے نام پر کبھی طالبانائزیشن کے نام پر۔ اور ان ناموں پر ہمیں مارا جا رہا ہے کیا کسی نے اس پر بات کرنے کی جرأت کی ہے جو پشتون لوگ کراچی میں ہیں اس پر میں بات کروں گی۔

جناب سپیکر: بی بی! اس کے بعد اس پر دو گھنٹے کی بحث ہے بعد میں آپ اس پر بات کریں۔

سوال یہ ہے کہ آیا قرارداد کو منظور کیا جائے؟ (مشترکہ قرارداد منظور ہوئی)

مورخہ 20 مارچ کے اجلاس میں باقاعدہ منظور شدہ تحریک التواء نمبر 1 پر دو گھنٹے کی عام بحث۔

شیخ جعفر خان صاحب آپ بحث کا آغاز کریں۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: شکریہ جناب سپیکر! آپ نے مجھے موقع دیا بنیادی طور پر جیسے کہا گیا ہے ہم تو امریکہ

کی بات کرتے ہیں افغانستان کی بات کرتے ہیں ریشیاء کی بات کرتے ہیں لیکن جناب! ہم اپنے ملک میں ہم کر رہے ہیں کیا کر رہے ہیں؟ نفرت اور تعصب ہم یہاں پھیلا رہے ہیں کبھی پٹھان اور بلوچ کے نام سے۔ کبھی پٹھان اور مہاجر کے نام سے کبھی کدھر سے یہ سب سے زیادہ تکلیف دہ عمل ہے۔ جناب! اس وقت ایم کو ایم ایک ذمہ دار تنظیم ہے اس وقت اسمبلی میں قومی اسمبلی میں ایک چوتھائی نمائندگی ہے۔ اور سندھ میں دوسری بڑی پارٹی ہے اسمبلی میں یہ اس کی ذمہ داری بنتی ہے کہ پشتون کے حقوق تسلیم کئے جائیں اور اس کو برابری کی بنیاد پر حقوق دیئے جائیں۔ اگر کہیں سرزمین کی بات ہوتی ہے تو یہ سرزمین بلوچوں کی ہے یا سندھیوں کی ہے۔ وہاں زمین نہ مہاجروں کی ہے نہ پنجابیوں کی ہے نہ پٹھانوں کی نہیں ہے اور نہ سرانیکوں کی ہے۔ یہ تو سب کاروبار کے لئے یہاں آئے ہوئے ہیں اور یہاں آباد ہوئے ہیں۔ اگر ہم بزور بندوق یا بزور طاقت کسی کو وہاں سے بے دخل کریں اور اس کی ابتدا انہوں نے فی الحال پشتونوں سے کی ہے یہ تو پہلے بھی کئی مرتبہ کراچی میں ہوا ہے۔ یہ فسادات کئی دفعہ وہاں ہوئے ہیں۔ اور ان کو کوئی پہلے بے دخل نہیں کرا سکا ہے حتیٰ کہ جو وہاں رہ رہے ہیں ان کا جینا وہاں حرام ہوا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اسمیں ایم کیو ایم خود بھی خراب ہوگی امن وامان جب خراب ہوتا ہے تو وہ کسی ایک قوم کے لئے نہیں ہوتا ہے نہ ایک قوم کے کہنے سے کوئی اپنی جگہ چھوڑ جائے گا تو یہ پہلے کبھی نہیں ہوا ہے کراچی میں تو پشتونوں کی بہت بڑی دوسری آبادی ہے۔ آبادی کا تناسب سب سے زیادہ ہے افغانستان میں یا فرنیئر میں پشتونوں کو کبھی بزور طاقت بے دخل نہیں کیا ہے قابونیں کرا سکا ہے لہذا میں سمجھتا ہوں یہ ان کی ایک سوچ ہے جو انہوں نے بنائی ہے طالبان کے نام پر ہم پشتونوں کو کراچی سے بے دخل کر دیں گے۔ یہ ایک انتہائی غلط سوچ ہے نہ کوئی کسی کو بے دخل کر سکتا ہے نہ خدا کسی کو اتنا کمزور کرے کہ وہ کسی اور کی وجہ سے بے دخل ہو جائے۔ نہ کراچی میں کسی کے حقوق ہیں اگر کسی کے زمینی حقوق ہیں وہاں تو بلوچ اور سندھی کے حقوق ہیں آبادی اور زمین ان کی ہیں میرے بھائی بھی اُدھر رہ رہے ہیں دوسرے بھی وہاں رہ رہے ہیں۔ وہاں تمام حقوق سب کے برابر ہیں ہمارے مہاجر بھائی ہیں وہ مسلمان ہیں پڑھے لکھے ہیں ہمارے دل میں کسی کے لئے کوئی تعصب نہیں ہے نفرت نہیں ہے لیکن خدا را وہ لوگ اس غلط چیز کو پروان نہ چڑھائیں کسی قوم کے نام پر آج پشتون کے نام پر بلوچ کے نام پر سندھیوں کے نام پر اور پنجابیوں کے نام پر یہ کب تک چلتا رہے گا ماسوائے وہاں تباہی کے وہاں کسی کو کچھ نہیں ملے گا۔ چاہے وہ پٹھان ہیں بلوچ ہیں لہذا میں سمجھتا ہوں الطاف حسین صاحب اور ان کی پارٹی کو یہ سوچ بدل دینی چاہئے میں سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی غیر قانونی لوگ یا طالبان ہیں واقعی اگر افغانستان کی جنگ کی وجہ سے وہاں آگئے ہیں ان کے ساتھ ہیں اور آج بھی وہاں پشتونوں کی حکومت نہیں ہے حکومت وہاں پیپلز پارٹی کی ہے

اور ایم کیو ایم اس کے ساتھ ہے ان کی مشترکہ حکومت ہے۔ یہ اس کو چیک کر لے۔ ایسی حکومت کو حق ہے اگر وہاں کوئی تخریبی عناصر ہوں کسی قوم سے تعلق رکھتے ہوں وہ غیر جانبداری کا مظاہرہ کر لیں۔ ایک ان کانسنٹر آیا ہوا تھا افغان جرگے میں بات کر رہا تھا مرزا صاحب ان کے ہوم منسٹر ہیں۔ کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے اور کوئی اس طرح طالبان نائزیشن کراچی میں نہیں ہیں۔ اس چیز کا پتہ نہیں ہے کہ کیا کوئی نفرت کی بنیاد رکھی جا رہی ہے میں سمجھتا ہوں کہ نفرت کسی کے لئے خیر نہیں لاتی ہے۔ کراچی کا جو آج بھی سب سے بڑا beneficiary وہ مہاجر ہیں اگر آپ دیکھ لیں جو بڑے عہدے ہیں وہ ان کے پاس ہیں تمام ملازمتیں انکے پاس ہیں industrialist وہی ہیں۔ پٹھان تو وہاں چھوٹے موٹے کام کرتے ہیں مزدوری کرتے ہیں۔ ٹرک لوڈ کرتے ہیں مٹی اور بجری لاتے ہیں۔ ان کے لئے تعمیراتی کام کرتے ہیں کسی اور کو یہ کام نہیں آتا ہے یہ تو خدا نے ان کو طاقت دی ہے جو پٹھان ہیں بلوچ ہیں یہ سختی کے کام کرتے ہیں ان کو گراؤنڈ ورک کرنے دیا جائے۔ کراچی میں اور نہ سندھ کی حکومت پر ان کا قبضہ ہے نہ آگے انکی کوئی سوچ ہے غریب مزدور کار لوگ ہیں پوری دنیا ہے یہاں سے لوگ امریکہ جا رہے ہیں ڈل ایسٹ جا رہے ہیں آپ دیکھیں برطانیہ لوگ جا رہے ہیں اور یہاں پر جو انڈیا سے لوگ کراچی آئے ہیں ان کو کسی نے برا نہیں کہا ہے تو لہذا میں کہتا ہوں اس عمل کو ختم کیا جائے اور میں نے جو تحریک التواء پیش کی ہے بطور ممبر اس کو قرارداد میں تبدیل کر دیں سندھ گورنمنٹ سے اور گورنر سندھ سے یہ گزارش کریں کہ جتنی جلد ہو اس عمل کو روکا جائے میں کہتا ہوں امن و امان کو فروغ دیا جائے اور وہاں اس قرارداد میں کسی اور کو شامل کر لیں ہمیں شامل کر لیا جائے ہمارے دوستوں کو شامل کر لیا جائے کیونکہ قرارداد میں سب شامل ہو سکتے ہیں تحریک التواء تو ایک آدمی نے پیش کی ہے۔ اس پر بحث ہو جاتی ہے اور تمام ممبران اپنی سوچ کے مطابق اس پر بات بھی کر لیتے ہیں معلومات میں بھی اضافہ کر دیتے ہیں۔

(اس مرحلے پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی آپ بات کریں۔

انجینئر زمرک خان (وزیر مال): جناب! یہ جو قرارداد شیخ جعفر خان نے پیش کی ہے میں بھی مختصر اپنی رائے پیش کرنا چاہوں گا حقیقت یہ ہے کہ کراچی کے اندر ایم کیو ایم نے اس وقت ڈرامہ رچایا ہوا ہے وہ بھی ایم کیو ایم اپنے طور پر نہیں کر رہی ہے کسی اور کے اشارے پر کر رہی ہے جس طرح آج بلوچستان کے حوالے سے امریکہ کا بیان ہے کہ وہاں پر ڈرون حملے ہونگے۔ یعنی یہاں آ کر امریکہ ڈرون حملے کرے گا وہاں ایم کیو ایم اپنا ڈرون چائے گا۔ اس کراچی کے اندر ایم کیو ایم کی ہمیشہ یہ عادت رہی ہے کہ وہ اپنی سرپرستی اپنی بالادستی ہر وقت وہاں

قائم رکھنے کی کوشش میں رہتی ہے۔ لیکن آج تک وہ قائم نہیں کر سکی ہے پہلے یہ ان کی کوشش تھی کہ پیپلز پارٹی کو کراچی سے نکالنا چاہئے سندھیوں کو کراچی سے نکالنا چاہئے یہاں پر یہ ہمارے لئے مسائل پیدا کرتے ہیں لیکن پیپلز پارٹی نے نصیر اللہ بابر کی شکل میں ان کو وہ سبق سکھایا کہ ان کی آنے والی کئی نسلیں اس کو بھول نہ سکیں گے۔ اسی طرح جب وہ سندھیوں کا کچھ بگاڑ نہ سکے آج انہوں نے پشتونوں کے خلاف یہ ڈرامہ رچایا ہے کہ پشتون وزیرستان سے یاسرحد پار سے کچھ آچکے ہیں اور وہ یہاں پر ہمارے لئے مسائل پیدا کر رہے ہیں یا ان کی وجہ سے ہمارے لئے مسائل پیدا ہونگے ان کو یہاں سے بے دخل کر دیا جائے۔ حالانکہ ایم کیو ایم یا الطاف حسین کا اس وقت کراچی میں وجود بھی نہیں تھا۔ اس وقت سے پشتون وہاں پر آباد ہیں اور وہاں پر اپنی محنت مزدوری کر رہے ہیں۔ یہ آج کی بات نہیں ہے کہ وہ ان کے لئے کوئی پرابلم کریں گے نہ انہوں نے کیا ہے۔ پشتون صدیوں سے وہاں رہ رہے ہیں کسی اور نے آج تک نہیں کہا ہے کہ پشتون وہاں کیوں رہ رہے ہیں سندھیوں نے نہیں کہا ہے کہ پشتون ہمارے لئے پرابلم کر رہے ہیں اور وہ آج یہ بات بھول رہے ہیں کہ کیا ایم کیو ایم دہشت گردوں کی لسٹ میں ٹاپ پر نہیں ہے؟ کیا اس کے خلاف عدالتوں میں کیسز نہیں تھے؟ کیا اس کے خلاف قتل کے مقدمے درج نہیں ہیں؟ کیسے وہ آج پاکستان کے اتنے خیر خواہ ہو گئی ہے کہ وہ کراچی سے پشتونوں کو باہر نکالنا چاہتی ہے تو جناب سپیکر! صرف اتنا عرض کروں گا میں ذاتی طور پر یہ سمجھتا ہوں کہ وہ اس میں کبھی بھی کامیاب نہیں ہوگی اس کو اس پر نظر ثانی کرنی چاہئے۔ اور دوبارہ اس کو سوچنا چاہئے کہ جو ہم نے ارادے کئے ہیں ان کو پائیہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے اسے نصیر اللہ بابر کی شکل میں بہت ساری قربانی دینی پڑے گی تو شاید وہ اس میں کامیاب ہو۔ لیکن میں نہیں سمجھتا ہوں کہ ان کے خواب پائیہ تکمیل تک پہنچیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی مولانا باری صاحب!

مولانا عبدالباری آغا (وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ): جناب! یہ اہم تحریک ہے اور اس کو جیسے محرک نے کہا ہے قرارداد کی شکل دی جائے اور آپ نے بات کرنے کا موقع دیا ہے۔ جناب! کراچی میں بیس پچیس لاکھ پشتون آباد ہیں اور وہاں پر نہ ان کی کوئی حکومت ہے اور نہ ان کی کوئی ایسی موثر سیاسی قوت ہے اور نہ وہ کسی کے لئے مسئلہ پیدا کر رہے ہیں نہ ان کا کوئی کام ہے سوائے روزگار کے۔ کدھر سے گئے ہیں چاہے بلوچستان سے گئے ہیں فرٹیر سے آئے ہیں ان کا کام اور دھندا صرف یہ ہے کہ وہ تھڑے پر بیٹھے ہوئے کوئی معمولی کاروبار کر رہے ہیں ریڑھی چلا رہے ہیں ٹرانسپورٹیشن میں مزدور ہیں وہ صبح آذان کے وقت سے رات ایک بجے تک مصروف عمل رہتے ہیں۔ لیکن کچھ عرصے سے کراچی کی جو ایک پارٹی ہے جس کو ہمارے دوستوں نے انڈیا سے بلا کر ہم پر مسلط

کیا ہے کشمیر سے پارٹی کو بلا کر لاہور پر مسلط کیا ہے پاکستان کے جرنیلوں کی سب سے بڑی غلطی یہ ہے کہ لاہور کی سیاست کو کمزور کرنے کے لئے اور اس وقت مولانا مفتی محمود کی قیادت کو کمزور کرنے کے لئے تحریک مصطفیٰ کی تحریک کو کمزور کرنے کے لئے کشمیر سے بہت بڑی پارٹی لا کر اس کو لاہور پر مسلط کیا ہے۔ بنگلہ دیش سے انڈیا سے مہاجرین کو بلا یا گیا۔ ابھی تک الطاف حسین اور ان کی پارٹی (ایم کیو ایم) اپنے آپ کو مہاجر سمجھتے ہیں انہوں نے اپنے اوپر مہاجر کا نام رکھا ہے لیکن یہاں پر ان کی باقاعدہ ایڈمنسٹریشن پریسکورٹی فورسز پر پولیس اور تھانے پر یوسی اور یونٹ پر ان کا تسلط ہے۔ میں ایک عجیب بات کر رہا ہوں ملک کے اداروں سے میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ پاکستان میں سب سے بڑا criminal party وہ ایم کیو ایم ہے۔ لسانی بنیادوں پر سیاست کر رہی ہے۔ کراچی پاکستان کا کمرشل یونٹ ہے۔ ایک تجارتی مرکز ہے۔ صرف سرمایہ داروں اور سرمایہ کاروں کا تجارتی مرکز نہیں ہے بلکہ غریبوں کے لئے بھی حلال نفقہ کمانے کی اچھی جگہ ہے۔ تو دنیا یہ سمجھتی ہے کہ پاکستان میں اگر اسلام آباد کی اپنی اہمیت ہے گوادر اور پسنی کی اپنی اہمیت ہے۔ یہاں پر جو ڈرون حملے کی باتیں ہو رہی ہیں میں سمجھتا ہوں کہ امریکہ اور انگریز اپنے مذہب سے وفادار نہیں ہیں۔ انجیل کی تعلیمات پر بھی عمل نہیں کرتے۔ جناب سپیکر! ظاہر ہے یہ مسئلہ میں صرف پشتون چین سے لے کر ژوب تک پشتون برادری کا مسئلہ نہیں سمجھتا ہوں بلکہ یہ بلوچ برادری کا پنجابی کا بلوچستان کی 65 لاکھ آبادی کا، ہر آباد کار کا مسئلہ سمجھتا ہوں جو ڈرون حملوں کا تصور اس وقت پیش ہو رہا ہے۔ ضمنی طور پر میں یہ بات کر رہا ہوں۔ آج کل تو مسئلہ یہ ہے کہ پاکستان کی سیاست میں دوسرے لوگوں کا باقاعدہ ہاتھ ہے۔ اس وقت الطاف حسین سیاست پاکستان میں کر رہے ہیں سالوں سال سے بیٹھے ہوئے ہیں لندن میں اور لندن میں برطانیہ کی جو خاص فورس ہے ایم ایس سی کے نام سے وہ ان کا سکواڈ کر رہی ہے میں یہ نہیں سمجھتا ہوں کہ پاکستان میں ہر حکومت جب بنتی ہے چاہے مسلم لیگ کی حکومت بنتی ہے پیپلز پارٹی کی حکومت بنتی ہے جرنیل صاحب حکومت بنا رہے ہیں۔ مارشل لاء لگتا ہے نیم مارشل لاء لگتا ہے ہر مارشل لاء ہر رسول حکومت ایم کیو ایم کے بغیر نامکمل ہوتی ہے۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ایم کیو ایم کے سر پر بڑے آقا امریکہ اور برطانیہ کا باقاعدہ ہاتھ ہے۔ اور وہ ایک پروگرام کے تحت اور کراچی میں پشتونوں کا جو معمولی سا روزگار ہے۔ گزارش ہے کہ ہم اصل دشمن کو ان کے اپنے نام سے یاد نہیں کرتے ہیں۔ ہم نے ہمیشہ ہندوستان کا نام لیا ہے ادھر کون کر رہا ہے انڈیا کر رہا ہے۔ وہ اپنی جگہ پر ٹھیک ہے لیکن اب انڈیا اور دوسرے جو ہمارے کافر ہندو ہیں یا اسرائیل ہے تو ان کی سرپرستی امریکہ اور برطانیہ باقاعدہ کر رہے ہیں۔ امریکہ اور برطانیہ کے علم میں بھی یہ بات لانی چاہیے کہ یہ جو لسانی جماعتیں ہیں بہ طور خاص الطاف حسین یہ کسی کا وفادار نہیں ہیں۔ نہ اب نہ پہلے نہ

آئندہ کسی کا وفادار ہوگا۔ پہلے انہوں نے یہ کام کیا تھا کہ پنجابیوں کو کراچی سے نکال دیا تھا۔ پنجابیوں کا کاروباری حوالے سے کراچی میں بڑی اچھی پوزیشن تھی۔ صوبہ سندھ میں سندھیوں کی اکثریت تھی۔ ظاہر ہے سندھی قوم کو اور ان کی قیادت کو حکومت سے ہٹا دیا۔ کراچی کے ناظم اور کراچی کی لوکل گورنمنٹ پر انہوں نے اپنا تسلط قائم کیا ہے۔ تیسری نمبر پر جو پشتون ہیں ان کو target بنایا ہے۔ سب سے پہلے پشتونوں کے اوپر طالبان کا نام رکھا۔ نام کراچی سے نہیں رکھا نام ملیر اور کورنگی سے نہیں رکھا لندن سے جو ان کا عرش ہے جو ان کا مرکز اعلیٰ ہے الطاف حسین نے لندن سے اپنے مخصوص خطاب میں یہ بتایا کہ سہراب گوٹھ میں دوسرے تیسرے علاقے میں طالبان ہیں۔ ہم نے وضاحت کی مولانا فضل الرحمن صاحب جا کر کے خود گورنر سے ملے کہ طالبان بے شک ہیں لیکن پڑھتے ہیں مدرسوں میں۔ یہاں پر کوئی طالبان جنگ، ہڑائی اور خودکش والے نہیں ہیں۔ یہاں پر برطانیہ کی سفارت ہے یہاں پر امریکہ کی سفارت ہے۔ سب پارٹی ہیں اور الطاف حسین کا اور الطاف حسین کی پارٹی کا ہر یونین کونسل میں یوسی دفتر ہے کسی یوسی دفتر پر خودکش حملہ نہیں ہوا ہے۔ طالبان کے نام سے پشتونوں کو بدنام کیا جا رہا ہے۔ پورے پاکستان میں پشتونوں کو target بنایا ہے۔ چاہے وزیرستان کے پشتون ہیں چاہے کراچی میں نقل مکانی کر کے ادھر آباد ہوئے ہیں چاہے چمن سے ڈوب تک پشتون ہیں۔ احمد شاہ ابدالی کی تاریخ امریکہ اور برطانیہ نے پڑھی ہے۔ محمود غزنوی کی تاریخ پڑھی ہے۔ تو اُس تاریخ سے ڈرتے ہیں۔ تو ڈر کے مارے یہ پہلے سے بندوبست کر رہے ہیں کہ پشتونوں کی نسل کشی کی جائے۔ تو ظاہر ہے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس طریقے سے نہیں ہو سکتا ہے۔ پھر جناب سپیکر! میں اور آپ گئے وہاں پر وزیر اعظم صاحب سے ملے۔ وزیر اعظم صاحب ہمارے دوست ہیں پھر کراچی میں ہمارے جو سندھ کے چیف منسٹر ہیں وہ یہاں پر جب تشریف لائے تھے ہم نے اُن کو بتایا تو وہ ایسے سُن رہے تھے جیسے وہ ادھر بھی کراچی کی ایم کیو ایم سے ڈرتے ہیں۔ تھے تو ہمارے مہمان کوئٹہ میں لیکن سید قائم علی شاہ صاحب اُن کی جرأت کو میں سلام پیش کرتا ہوں کہ ادھر بھی ہم بات کر رہے تھے اُن کو سمجھ آ رہے تھے کہ target صرف پشتون نہیں ہیں بلکہ آپ بھی ہیں اور پھر پگاڑا صاحب بھی لیکن نہیں سُننا۔ اور جب تک یہ نہیں سُنتے ہیں تو ان کو بھی کراچی سے بھگائیں گے۔ حیدرآباد اور کراچی پر مشتمل الطاف حسین کا یہ منصوبہ ہے کہ ایک نیا صوبہ بنائیں اس پر صرف ہماری یعنی ایم کیو ایم کی گرفت ہو۔ ان کے دل اور دماغ میں امریکہ کی پالیسی ہو۔ پاکستان کے خلاف ان کو استعمال کیا جائے۔ اور پھر اُس کے بعد اُن دنوں میں مجھے پتہ چلا تھا کہ سات کروڑ کا اسلحہ انہوں نے لیا تھا سمندر کے راستے سے shift کیا تھا کراچی میں اور عام جوانوں میں انہوں نے تقسیم کیا تھا۔ اور میں نے ادھر سے کسی معاملے میں آئی جی صاحب کو فون کیا تھا۔ وہاں پر ایک آئی جی

صاحب بیٹھے ہوئے ہیں باہر خٹک کے نام سے۔ خٹک کے معنی ہیں پشتون۔ وہ پشتون نہیں بول سکتا ہے ایک سازش کے تحت اُن کو بٹھایا گیا ہے۔ اُس سے پہلے ایک آئی جی ہوتا تھا وہ ادھر بھی ہوتا تھا بڑا تکڑا آدمی تھا شعیب سڈل اُن کو زور آوری سے ہٹا دیا۔ گورنر ہاؤس وہاں پر سازش خانہ ہے۔ ایم کیو ایم کے باقاعدہ دو شعبے ہیں سیاسی شعبہ ہے اور دوسرا دہشت گرد شعبہ۔ ان کی دہشت گردی دنیا میں طالبان کو بدنام کیا ہے۔ دنیا کی عینک میں ایم کیو ایم کی دہشت گردی نظر نہیں آ رہی ہے۔ کیونکہ وہ جو دہشت گردی کرتی ہے اغیار کے لئے کرتی ہے انڈیا کے لئے کرتی ہے اور ان کے لوگوں نے کدھر سے ٹریننگ حاصل کی ہوئی ہے ہندوستان سے ٹریننگ حاصل کی ہوئی ہے۔ ان کے تمام کرمنل کیسز کا فائل پڑا ہوا ہے اس وقت اور واردات کر رہے ہیں مسلسل واردات کر رہے ہیں۔ سینکڑوں اور ہزاروں لوگوں کو انہوں نے مارا ہے کاروبار کو انہوں نے بند کیا ہے کراچی میں امن کی بجائے فساد کو انہوں نے برپا کیا ہے۔ بھتے لے رہے ہیں۔ میرے سامنے خود ایک سرمایہ دار شخص آیا اور کہا کہ میرے سے دس لاکھ روپے باقاعدہ لے رہے ہیں چندے کے نام سے مفتے کے نام سے اور دوسرے نام سے پیہ نہیں کتنا کتنا نام ہوتا ہے۔ ہماری پارٹی میں تو ایک نام ہوتا ہے ”چندہ“۔ یہ پارٹی بھی چندہ کرتی ہے ہماری پارٹی بھی چندہ کرتی ہے۔ مسجد کے لئے بھی چندہ ہو رہا ہے مدرسے کے لئے بھی۔ انہوں نے چندے کا نام بھی رکھا ہے، مفتے کا نام بھی رکھا ہے اور بھتے کا نام بھی رکھا ہے۔ مختلف طریقوں سے پاکستان کی سرکار کے ادارے ہوتے ہیں۔ وہ مختلف نام سے ٹیکس وصول کر رہے ہیں ایم کیو ایم کراچی میں مختلف لوگوں سے مختلف نام پر ٹیکس وصول کر رہی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو قوم یا پارٹی اس وقت اپنے آپ کو مہاجر سمجھتا ہے تو اُن کا صدر بھی ہوتا ہے یہاں پر۔ اُن کا شناختی کارڈ بھی بنتا ہے ادھر اور پاکستان دنیا کے جتنے مہاجرین ہیں ہر مہاجر کا ذمہ دار ہے۔ افغانستان کے مہاجر ہمارے بلوچستان میں اُن کے کمپس ہیں۔ ایران کے مہاجر اُن کا ادھر کمپ ہے۔ عراق کے مہاجر ان کا ادھر کمپ ہے۔ ہندوستان کے جتنے مہاجر ہیں کراچی اور سندھ پر اُن کا قبضہ ہے۔ پاکستان مہاجرستان بن گیا ہے۔ اس حوالے سے پاکستان اپنے پاؤں پر کھڑا نہیں ہے پاکستان کے اپنے ہاتھ اور پاؤں اغیار کے ہاتھوں میں ہیں۔ تو اس وجہ سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ سرکار جو اس وقت سرکار ہے زرداری صاحب ان کے معاملات جو دوسرے بڑے کے ساتھ ہیں۔ معاملات ٹھیک ہو گئے نواب صاحب اور ہماری جو قیادت ہے اُن کی اس کارکردگی پر میں اطمینان کا اظہار کرتا ہوں جمعیت علمائے اسلام کی طرف سے۔ لیکن ابھی عوام کی طرف رخ کریں۔ اور سب سے بڑا مسئلہ امن وامان کا کراچی میں ہے۔ گزشتہ ہفتے میں بھی ہمارے علاقے کے آدمی کو مارا گیا اس ہفتے میں بھی۔ ہم نے اُنہیں بتایا کہ اگر تم بد معاشی کرتے ہیں ناجائز مانگتے ہیں ہم بھی سب کچھ

کر سکتے ہیں۔ ہم بھی انتظام کر سکتے ہیں لیکن ہمیں پاکستان میں پُر امن سیاست کرنی ہے۔ تو جناب سپیکر! میں چیف منسٹر سے گزارش کروں گا کہ اگر سندھ کے چیف منسٹر نہیں سنتے ہیں سندھ کے گورنر صاحب خود criminal ہیں۔ کراچی میں ایم کیو ایم ہے اور انکے ناظم خود criminal ہیں تو ہمارے گورنر صاحب اور چیف منسٹر صاحب مہربانی کریں اس پر باقاعدہ action لے لیں۔ اور امن و امان کا مسئلہ صرف کراچی میں نہیں ہے گزشتہ اجلاس میں بھی میں گزارش کر چکا ہوں کہ آٹھ مہینے پہلے ہمارے پیشین میں ایک معتبر تاجر حاجی قاہر غرشین اغواء ہو چکے ہیں اور ہمارے آئی جی صاحب خود پیشین گئے لیکن نتیجہ zero ہے کوئی خاص مسئلہ اُس سے بنا نہیں ہے۔ تو یہاں پر ڈکیتی اور واردات اتنی ایجنسیاں اتنی فورسز، تو مین مقصد کی بات یہ ہے کہ کراچی کے مسئلے پر ہم نے ذمہ داری کا مظاہرہ نہیں کیا ہے حکومت بلوچستان نے ذمہ داری کا مظاہرہ نہیں کیا ہے۔ جو اسلام آباد میں بیٹھے ہیں ان کی سیاسی مجبوری ہے کہ وہ ایم کیو ایم کو target بنائیں اُس کو سبق سکھائیں پاکستان کی حکومتیں ہیں ان کا کوئی زمانہ اور دَرک معلوم نہیں ہے یہ چلتی ہیں بنتی ہیں مطلب بطور خاص کراچی میں جو کچھ ہو رہا ہے اس وقت وہ ایک منصوبے کے تحت ہو رہا ہے۔ اور پاکستان چونکہ ایک کمرشل اور تجارتی یونٹ ہے اس وقت پشتونوں کو انہوں نے target بنایا ہے۔ تو اس حوالے سے میں اس تحریک کی بھرپور حمایت کرتا ہوں۔ صرف میڈیا کی حد تک نہیں ہے کہ اخباروں میں ہمارا نام آ جائے کہ بابا ہم نے پشتونوں کے لئے کچھ کیا ہے عملاً کچھ کر کے دکھایا ہوا ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی منسٹر لاء!

محترمہ روینہ عرفان (وزیر قانون و پارلیمانی امور): جناب سپیکر! یہ تحریک التواء جو جعفر خان صاحب نے پیش کی ہے نہایت ہی اہمیت کی حامل ہے اور میں سمجھتی ہوں پاکستان کا دل کراچی ہے۔ اگر کسی انسان کے دل میں کوئی تکلیف ہو اور اُس کی صحیح نشوونما نہ ہو تو وہ انسان کمزور ہو جاتا ہے اور وہ زندہ نہیں رہتا پاکستان کے ہر شہری ملک بھر میں سرمایہ کاری کر سکتا ہے کاروبار کر سکتا ہے اس کی جان و مال کی حفاظت کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے۔ پاکستان ایک آزاد ملک ہے اس کے ہر شہری کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ آزادانہ طریقے سے گھوم پھر سکے۔ کاروبار کر سکے۔ کیونکہ یہ اُس کا پیدائشی قومی اور آئینی حق ہے۔ چاروں صوبوں میں ہر شہری پاسپورٹ کے بغیر آ اور جاسکتا ہے جائیداد بنا سکتا ہے خرید و فروخت کر سکتا ہے اسی تناظر میں حکومت سندھ اپنی آئینی ذمہ داری پوری کرے۔ اور کراچی میں رہنے والے ہر شہری کی حفاظت اور اُس کو قانونی تحفظ دینا سندھ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ جو اس کی خلاف ورزی کرے وہ اُس پر سخت سے سخت رویہ اختیار کرے۔ جناب سپیکر! ہمارے پشتون بھائی

جن پر طالبان اور ایسے طالبانائزیشن کے فروغ کو روکنے کے لئے کراچی میں پشتون بھائیوں کا داخلہ اور وہاں پر ان کے کاروبار میں رکاوٹیں ڈالنا یہ مناسب بات نہیں ہے۔ گپڑی، ٹوپی اور داڑھی ہمارے اسلامی اور قبائلی لباس ہیں۔ یہ چیزیں دھمکیوں سے ختم نہیں کی جاسکتیں پشتونوں کا پیشہ دہشتگردی نہیں اور طالبان سے ان کو جوڑا جا رہا ہے۔ اور پاکستان میں آباد جو ہماری برادرم اقوام ہیں ان کے دلوں میں ایک قسم کی نفرت پھیلائی جا رہی ہے اور ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت ہو رہی ہے۔ لباس سے کسی کو کچلا نہیں جاسکتا کسی کو ختم نہیں کیا جاسکتا۔ جناب سپیکر! کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ کراچی پر اپنی اجارہ داری کو بزور طاقت قائم رکھے پشتون محنت سے اپنا روزگار پیدا کر رہے ہیں۔ ان کے کاروبار ان کی املاک کو تباہ کرنا قابل مذمت اور قابل نفرت فعل ہے سندھ حکومت کراچی شہر میں نسلی تعصب کو پھیلانے سے روکے اور پشتونوں کے کاروبار کو تباہ ہونے سے بچائے اگر کراچی میں پشتونوں کو بے روزگار کرتے ہیں تو اس کے بڑے اثرات بلوچستان کے پشتون علاقوں پر بھی پڑیں گے۔ ان کی معیشت خراب ہوگی۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ ہم بلوچستانیوں کو ہمارے لباس یا ہماری ثقافت کی وجہ سے ہم پر جو طالبانائزیشن کا دھبہ لگا رہا ہے میں اسکی سخت مذمت کرتی ہوں اور میں یہ سمجھتی ہوں کہ ہم اپنے کو طاقتور بنائیں کیونکہ کراچی میں اگر زمین بلوچ اور سندھی کی ہے تو وہاں پر جو محنت جہاں پہ پلازہ بلڈنگ ہسپتال اور برجز پشتونوں کی محنت سے بنائی گئی ہیں۔ یہ ان کی محنت کا پھل ہے جو آج کراچی پھل پھول رہا ہے۔ اور یہ کسی پاکستانی کو حق نہیں کہ وہ کسی قوم کی یا کسی صوبے کے لوگوں کو روکے اور ان میں رکاوٹ ڈالے جناب سپیکر! اگر ایسا رہا میں سمجھتی ہوں پاکستان کے لئے ایک خطرناک نشانی ہے۔ نہیں تو ہمیں ہر صوبے کے لئے جس طرح ہم باہر جاتے ہیں وہاں پہ پاسپورٹ کی ضرورت پڑے گی ہر بلوچ اور پشتون کو ان کے لباس اور قومیت کے لحاظ سے ایک راہداری کی ضرورت پڑے گی جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں یہ جو ایک تنظیم یا کوئی پارٹی جو یہ کر رہی ہے۔ یہ ایک بہت بڑا منصوبہ ہے پاکستان کو ٹکڑے کرنے کا اگر ہم سمجھیں جس طرح ہمارے بھائیوں نے ہمارے colleagues نے یہاں پر ڈرون attack کے بارے میں جو ہمارے خدشات تھے جو ہم نے ظاہر کیے اسی طرح وہ آج یا کل شروعات تو انہوں نے اخباروں سے کی مگر وزیرستان کا جو حال ہوا افغانستان کا جو حال ہوا وہ حال بلوچستان کا بھی ہوگا۔ اگر پشتون بھائی کے اوپر وہ آج ہاتھ رکھ سکتے ہیں تو کل وہاں پہ رہنے والے بلوچ، پنجابی یا سندھیوں کو بھی باہر نکالیں گے۔ ان کا جو منصوبہ ہے کراچی پورٹ سے گوادر تک یہ اخباروں اور TV چینلز کے پروگراموں میں جو آتا ہے۔ ان کے منصوبوں سے ہم بخوبی آگاہ ہیں مگر مرکزی حکومت کو چاہیے جسے اچھی طرح پتہ ہے۔ جو ہمارے یہاں پر ادارے ہیں۔ ہمارے جو فارن منسٹر ہیں جو ہمارے ہوم منسٹر ہیں

سندھ کے انہیں ایسی باتوں سے ایسی کارروائی کرنے سے روکیں جس سے کسی قوم یا کسی فرد کا استحقاق مجروح ہو رہا ہو۔ یہ صرف استحقاق مجروح کرنے کی بات نہیں بلکہ سپیکر صاحب! یہ نشانیاں ہیں کہ ہم ایک نیا پاسپورٹ اپنے لئے بنا سکیں اور ایک راہداری جس طرح ہم دوسرے ملکوں میں جاتے ہیں اپنے ہمسایہ ملکوں میں اس کی تیاریاں کریں یہ پاکستان ہے ہم اپنے پاکستان کو مضبوط اور منظم دیکھنا چاہتے ہیں۔ اس میں تمام قوموں کی قربانیاں ہیں۔ ہم کسی ایک قوم کی اجارہ داری کو برداشت نہیں کریں گے۔ اگر آج ہمارے پشتون بھائی پہ ہاتھ رکھا ہے کل وہ بلوچ پہ ہاتھ رکھے گا کل وہ پنجابی پہ ہاتھ رکھے گا۔ تو کیا ہم اپنے ملک کو اس طرح ٹکڑے ٹکڑے ہونے سے نہیں بچا سکتے۔ یہ اس طرح کا راستہ ہے جہاں پہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ ملک ٹکڑے ٹکڑے ہو رہا ہے۔ قانون کی بے حرمتی کی ہے وہاں پہ لوگوں کی چادر اور چادر یواری کی انہوں نے بے عزتی کی ہے یہ ہماری روایات کے خلاف ہے۔ میں اس تحریک التواء کی حمایت کرتی ہوں اور جناب سپیکر! اپنی بلوچستان حکومت سے رجوع کریں کہ وہ سندھ حکومت سے request کرے۔ request نہیں بلکہ ان سے کہے کہ ایسے اقدام کرے جن سے ہمارے لوگ ان کے گھروں اور ان کے بچوں کا بھی تحفظ ہو۔ اور ان کے کاروبار کیونکہ ہمیں پاکستانی ہونے کا حق ہے ہم کدھری بھی جاسکتے ہیں۔ اور یہ آئین میں نہیں لکھا ہے کہ ایک پاکستانی کو دوسرے شہر میں جانے کے لئے پاسپورٹ یا راہداری کی ضرورت ہے تو میں جعفر خان صاحب کی اس تحریک التواء کی حمایت کرتی ہوں۔ اور میں آپ سے request کروں گی کہ آپ حکومت سے کہ وہ سختی سے سندھ حکومت کو پابند کرے کہ اسکے اپنے جو laws ہیں ان کو سخت کرے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی سلطان ترین!

جناب سلطان محمد ترین (وزیر جیل خانہ جات): اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سب سے پہلے میں اپنی طرف سے اور اپنی پارٹی کی طرف سے جناب جعفر خان صاحب کی اس تحریک التواء کی تائید کرتا ہوں۔ اور ساتھ یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پشتونوں کے ساتھ ہر جگہ ناجائز کیا جا رہا ہے خاص کر اپنے پاکستانی ابھی ایم کیو ایم والے بڑے ناجائز طریقے سے ان کے ساتھ پیش آرہے ہیں۔ میرے معزز ممبران صاحبان نے اس پر تفصیلی بات کی۔ میں صرف ایم کیو ایم صاحبان سے یہ کہنا چاہوں گا کہ انکے یہ ناپاک عزائم انشاء اللہ کامیاب نہیں ہونگے اور نہ ہی ان کو کامیاب ہونگے دیں گے۔ Thank you

جناب ڈپٹی سپیکر: جی عین اللہ شمس صاحب!

حاجی عین اللہ شمس (وزیر صحت): اس تحریک پر جمعیت العلمائے اسلام کا موقف آچکا ہے۔ اور تقریباً

ساری پارٹیوں کا موقف آچکا ہے۔ رائے لی جائے جعفر خان صاحب کی جو تحریک التواء تھی سب نے اس کی حمایت کی ہے۔ آپ اپنی رولنگ دیں اور رائے شماری بھی کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آیا اس تحریک التواء کو قرارداد کی شکل میں منظور کی جائے؟

یہ کہ یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے۔ کہ وہ وفاقی حکومت اور سندھ حکومت سے رجوع کرے کہ کراچی میں طالبان کے نام پر جو تعصب پھیلا یا جا رہا ہے اور پشتونوں کو بے دخل کیا جا رہا ہے اور مارا جا رہا ہے۔ وفاقی حکومت اور سندھ حکومت اپنی ذمہ داری کو پوری کرتے ہوئے اس عمل کو روکیں اور پشتونوں کی جان و مال کی حفاظت کریں اور چونکہ ایم کیو ایم سندھ حکومت اور وفاقی حکومت کا حصہ ہے۔ اس کی ذمہ داری بھی بنتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب اسمبلی کی کارروائی مورخہ 24 مارچ 2009ء بروز منگل بوقت گیارہ بجے صبح تک کے لئے ملتوی کی جاتی ہے

(اسمبلی کا اجلاس دوپہر ایک بجکر پینتالیس منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

